THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, January 13, 2014
(100^{th} Session)
Volume I, No. 05
(Nos.01-08)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran...………....…………………...	1
2.	Leave of Absence……………………...…………………….	2
3.	Fateha for Martyrs of Shangla, Peshawar and Father of Mrs. Anusha Rehman………………………………………...………...	6
4.	Debate on the Law and Order Situation...……………………..…	6-21
5.	Legislative Business: The Anti-Rape Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2013……………………………………...…	22
6.	Resolution Re: The Civil Servant (Amendment) Bill, 2013 …..	23
7.	The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2013………	24
8.	Dual Nationality of the Judges…………………………………	25-31
9.	Senator Syeda Sughra Imam: Resolution Regarding Water Disputes with India………………………………………….....	32
10.	Senator Farhatullah Babar: Motion Regarding Working of the Council of Islamic Ideology…………………………………...	32
11.	Senator Saeed Ghani: Discussion on Alleged Riggings in the Elections 2013…………………………………………………	33
12.	Senator Mian Raza Rabbani: Privilege Motion Regarding the Breach of privilege by the Federal Government………………	33-58
13.	Senator Saeeda Iqbal: Motion Regarding Appointment of a full-fledged Minister for CADD……………………………..…	59
14.	Senator Abdur Rauf: Point of Order: Regarding Reserved Quota for Balochistan…………………………………………..	59-61

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume I No.05

SP. I (05)/2014 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, January 13, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى
الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧﴾ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ
اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨﴾

ترجمہ : اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسٰی نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام احمد ہو گا ان کی بشارت سناتا ہوں۔ (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے۔ اور اللہ ظالم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔

(سورۃ الصف آیات ٦ تا ٨)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .Leave applications

Leave of Absence

جناب چیئرمین: جناب باز محمد خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6اور 8 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب اسلام الدین شیخ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6 اور 8 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مختیار احمد ڈھامرا صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 10 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد حسین سید صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 13 اور15 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد جہانگیر بدر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 13 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سید ظفر علی شاہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ10 جنوری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب! ہمارے صوبے خیبر پختونخوا میں مسلسل دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ کل ہی ہماری پارٹی کے سابق صوبائی صدر میاں مشتاق صاحب اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیے گئے،ان کے جنازے کے دوران آج بھی ایک دھماکا ہوا جس سے کچھ لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے کل ہی وزیر اعظم کے مشیر جناب امیر مقام صاحب پر ان کے علاقہ شانگلہ میں خود کش یا planted حملہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں اللہ نے ان کو بچا لیا، خوشی کی بات ہے لیکن ان کی حفاظت کرنے والے ان کے private اور Government کی طرف سے دیے گئے چھ محافظ شہید ہو گئے۔ جناب چیئرمین! ابھی کچھ ہی دن گزرے ہیں، ایک سکول میں ایک خود کش حملہ آور داخل ہو رہا تھا کہ ایک نوخیز نوجوان جس کی عمر بمشکل سترہ سال تھی، اس نے اس کو روکا اور اس کے نتیجے میں وہ شہید ہو گیا۔ سکول کے لوگ بچ گئے لیکن وہ معصوم اپنے ماں باپ، خاندان اور سب لوگوں کو چھوڑ کر اللہ کے پاس پہنچ گیا۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ اس صوبے میں بڑے بڑے واقعات ہوئے ہیں، church میں دھماکے ہوئے ہیں، قصہ خوانی بازار میں دھماکے ہوئے ہیں، سرکاری افسروں کی بس جس میں وہ پشاور سے چارسدہ جا رہے تھے، اس کو دھماکے سے اڑا دیا گیا اور لاتعداد چھوٹے واقعات بھی ہوئے ہیں۔ آپ اگر اخبار اٹھا کر دیکھیں تو پولیس کی mobile گاڑی کو تباہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اغوا کے واقعات ہو رہے ہیں اور لوگوں سے بھتہ بھی وصول کیا جا رہا ہے۔ میں کئی ایسے واقعات کو جانتا ہوں کہ جس میں لوگوں سے بھتہ نہ ملنے کی صورت میں ان کے بھائیوں کو اغوا کر لیا گیا اور جب بھتے کی رقم وصول ہوئی تو انہیں رہا کیا گیا، مختلف industrialists وہاں سے اپنے کارخانے چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ بچے سکول جاتے ہیں تو ماں باپ خوفزدہ رہتے ہیں کہ وہ خیریت سے واپس بھی آئیں گے یا نہیں۔

جناب چیئرمین! خیبر پختونخوا میں الیکشن سے پہلے ہماری حکومت تھی۔ ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ اس دور میں خود کش واقعات ہوئے، suicide bombers حملے کرتے رہے لیکن حکومت، حکومت میں شامل جماعتیں، پولیس اور ادارے ان سے لڑ رہے تھے، DIG's شہید ہوئے، ہمارے Ministers, MPA's شہید ہوئے، ہمارے وزیروں کے بچے شہید ہوئے، ہزار کے قریب

ہماری پارٹی کے لوگوں شہید ہوئے۔ جب ہم لڑ رہے تھے تو ہمارے ساتھ پولیس بھی لڑ رہی تھی، کئی DIG's اور نچلی سطح کے کئی افسران بھی شہید ہوئے، اس وقت پولیس کو یہ حوصلہ تھا کہ ان کے پیچھے سیاسی قوت کھڑی ہے لیکن آج بڑی بد نصیبی ہے کہ پولیس کو کچھ معلوم نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے، پہلے تین ماہ میں پشاور میں تین capital chiefs بدلے گئے، پولیس کو نہیں معلوم کے وہاں کی حکومت اور عمران خان کی ان دہشتگردوں کے خلاف کیا پالیسی ہے۔ عمران خان انہیں بھائی کہتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ انہیں ہندوستان کا status دیا جائے اور ان سے بات چیت اسی معیار پر کی جائے، انہیں دفاتر کھولنے کی سہولت دی جائے، وہ ہمارے بھائی ہیں۔

جناب چیئرمین! جب میں کسی پولیس کے آفیسر یا سپاہی کو کہوں کہ یہ شخص دہشتگرد ہے، یہ مجھے مارنا چاہتا ہے اور تم میری حفاظت کرو تو وہ کہے گا کہ یہ تو آپ کا بھائی ہے، کل تو آپ اسے پھول پہنائیں گے اور مجھے کہتے ہیں کہ ان سے لڑیں۔ نیک محمد کو بھی آپ نے پھول پہنائے تھے۔ جس صوبے میں law and order کی یہ صورتحال ہو کہ ہم شام کو گھر سے باہر نہ نکل سکیں، ہم کیا نکلیں گے یہاں تو کور کمانڈر صاحب، Inspector General Police اور وزیر اعلیٰ صاحب بھی نہیں نکل سکتے جب تک کہ ان کو مخصوص قسم کی سکیورٹی نہ مہیا کی جائے۔ کور کمانڈر نکلتے ہیں تو ان کے دو قسم کے convoy ہوتے ہیں اور پتا نہیں چلتا کہ وہ کس میں ہیں، وہ خود ہیلی کاپٹر میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ آپ IGP's, FC, Frontier Corps, Armed Forces and agencies کے دفاتر دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ان کی حفاظت کے لیے سب کچھ ہو رہا ہے اور عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ہے، ہمیں کچھ FC کی طرف سے سکیورٹی ملی ہوئی تھی لیکن اس حکومت نے آتے ہی withdraw کر لی، ہم سے کہا گیا کہ ہم سکیورٹی گارڈ کی ایک سپیشل تنظیم بنا رہے ہیں وہ دی جائے گی۔ ہمیں جو پہلے سکیورٹی ملی تھی وہ تو واپس لے گئی جس کے نتیجے میں ہمارے مزید لوگ شہید ہونے شروع ہو گئے۔

جناب چیئرمین! یہ صرف ہمارا مسئلہ نہیں ہے، یہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ آج ہم اس پاکستان کے ایوان میں کھڑے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میں نے جو خیبر پختونخوا کی صورتحال آپ کی خدمت میں پیش کی، آج ایجنڈے سے پہلے اس پر ہاؤس میں debate کی اجازت دیں۔ میں آپ کا مشکور ہوں گا۔

جناب چیئرمین: راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق(قائد ایوان): جناب چیئرمین! جس پریشانی اور دکھ کا اظہار سینیٹر حاجی عدیل صاحب نے کیا، ہم ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک سنگین مسئلہ ہے۔ یہ کسی وقفے کے بعد نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک continuous سلسلہ ہے اس کو control کرنا جن کی ذمہ داری بنتی ہے انہیں اس پر پورے طریقے سے توجہ دینی چاہیے۔ اس بات کا اظہار عمران خان صاحب نے خود بھی کیا ہے کہ مجھے خیبر پختونخوا کی موجودہ حکومت اور چیف منسٹر نے مایوس نے کیا ہے۔ اس طرح سے تو یہ معاملات مزید بڑھیں گے اور شاید وہ proportion اختیار کر لیں کہ پھر control کرنا بھی مشکل ہو جائے۔

میں حاجی صاحب کی اس تجویز کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ جو regular agenda ہے اس سے پہلے اس issue پر بات کی جائے اور اگر یہاں نہیں کی جائے گی تو پھر کہاں کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: بلاشبہ یہ ایک important issue ہے اور law and order situation ہے۔ میاں رضا ربانی صاحب! طے کر لیں کہ کتنا ٹائم چاہیے کیونکہ آج Private Members' Day ہے، week میں ایک دن Private Members' Day آتا ہے اور اس میں کافی important business and legislative business private members کی جانب سے ہوتا ہے۔ So, it is up to the House to decide it, let's build a consensus on it کہ ہم اگر Private Members' Day پر یہ agenda quickly لے لیں تو we can discuss that یا آپ اسے drop کرنا چاہتے ہیں تو I have got no objection to that, it is up to the House. جی رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میری راجہ صاحب سے بات ہوئی ہے۔ دو ANP members کے ہیں and I would like to speak, اور شاید دو یا تین ادھر سے بولیں گے۔

Mr. Chairman: We can have thirty minutes for that.

Senator Mian Raza Rabbani: About 35, 40 minutes.

Mr. Chairman: Raja *sahib*, is it alright?

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: افرسیاب خٹک صاحب۔

Fateha for Martyrs of Shangla and Peshawar and Father of Mrs. Anusha Rehman

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین! میری گزارش ہو گی کہ debate کرنے سے پہلے جو لوگ کل شانگلہ اور پشاور میں شہید ہوئے ان کے لیے فاتحہ پڑھائی جائے۔ راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: محترمہ انوشہ رحمن صاحبہ کے والد صاحب فوت ہوگئے ہیں تو ان کے والد صاحب کے لیے بھی فاتحہ پڑھی جائے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں ان کے لیے بھی فاتحہ پڑھی جائے۔ عبدالغفور حیدری صاحب! فاتحہ پڑھوائیے۔

(اس موقع پر ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی گئی)

Debate on the Law and Order Situation

سینیٹر افراسیاب خٹک: جناب چیئرمین! جیسے مجھ سے پہلے حاجی صاحب نے کہا کہ یہ سلسلہ تو گزشتہ کئی سال سے جاری ہے لیکن جو حالیہ تبدیلی آئی ہے اس کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا۔ دہشتگردی کا سلسلہ تو پہلے سے تھا لیکن اس وقت ایک clear policy, resolve اور ایک عزم موجود تھا یعنی ہم دہشتگردی اور انتہاپسندی کو مسترد کرتے تھے اور ہم اس کے خلاف کھڑے تھے، ہماری security forces نے جو کارروائی کی اسے ہم نے پوری ownership دی، سوات میں اور دیگر جگہوں پر کارروائی ہوئی، اسے پوری طرح political ownership ملی، اس کی ہم نے قیمت بھی ادا کی۔ جب آپ ایک ریاست کو بچانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو آپ کو قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، دنیا میں ایسا نہیں ہوتا کہ آپ میزوں کے نیچے گھس جائیں اور ریاست کے دفاع کا بھی دعویٰ کریں، ایسا ممکن نہیں ہے۔ آپ کو میدان میں کھڑا ہونا ہو گا اور قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں۔

جناب والا! حکومت کی تبدیلی کے بعد ہمارے صوبے کی ایسی لاٹری نکلی اور ایک ایسی پارٹی اقتدار میں آئی کہ جس نے میرے خیال میں لاٹری کا ٹکٹ بھی نہیں خریدا تھا اور ان کی لاٹری نکل آئی۔ انہوں نے بہت دعوے کیے تھے لیکن پتا چلا کہ وہ کسی چیز کے لیے تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے دہشتگردوں کو اپنا بھائی کہا اور کہا کہ آپ جیسے ہندوستان سے بات کرتے ہیں اسی طرح ان سے بات کیوں نہیں

کرتے۔ ہندوستان کے ساتھ ہمارے جھگڑے اور مسائل ہیں لیکن ہندوستان ایک ریاست ہے۔ کیا یہ دہشتگرد بھی ایک ریاست ہیں؟ آپ دہشتگردوں کو ایک ریاست کا درجہ دیتے ہیں کہ جیسے آپ انڈیا سے مذاکرات کرتے ہیں ویسے ہی ان سے بھی مذاکرات کریں۔ انڈیا تو ایک state ہے کیا یہ لوگ بھی ایک state ہیں، یہ عجیب و غریب دلیل ہے جس کی وجہ سے یہ ہوا ہے کہ ہمارے صوبے پر دن بدن حکومت کی گرفت کمزور پڑرہی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ ہمارے شہر دہشت گردوں کے نرغے میں آرہے ہیں۔ ہمارے افسر ایک اصطلاح استعمال کرنے لگے ہیں fatafication وہ کہتے ہیں defecto FATA یعنی ایسے علاقے جو فاٹا میں نہیں لیکن اب وہ فاٹا میں شمار ہونے لگے ہیں۔ پشاور کے گرد متنی درہ آدم خیل سے اس طرف settled علاقہ ہے لیکن اب متنی defecto FATA ہے، بڈھ بیر بھی defecto FATA بن رہا ہے، شبقدر چارسدہ تحصیل کی سب ڈویژن ہے وہ اب defecto FATA بن گئی ہے۔ جناب والا، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح یہ انتظامیہ ناکام ہوئی ہے اس کی وجہ سے بجائے اس کے کہ ہم فاٹا کو main stream میں لے کر آتے، ہم فاٹا کی طرف چلے گئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ بھتہ بڑے پیمانے پر وصول ہو رہا ہے۔ میں یہ بات یہاں بڑی ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ بہت سے لوگ بات نہیں کرتے لیکن ہمارے سارے elite بھتہ دے رہے ہیں اور جو بھتہ نہیں دیتے تو ان کو اس کی قیمت چکانی پڑتی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے دوست اس پر روشنی ڈال سکیں گے لیکن مجھے پتا ہے کہ امیر مقام صاحب سے بھی چند روز قبل بھتے کا مطالبہ ہوا تھا۔ یہ سب سے ہورہا ہے، اس میں کوئی ایک دو پارٹیاں نہیں ہیں۔ ہماری ریاست کی حالت بڑی عجیب و غریب ہو گئی ہے۔ ریاست کی کچھ بنیادی خصوصیات ہوتی ہیں اور ہماری ریاست بتدریج وہ خصوصیات کھو رہی ہے۔ ریاست کی اجارہ داری violence پر ہوتی ہے، تشدد پر لیکن ہماری ریاست کی اجارہ داری ان پر نہیں رہی۔ لوگ نکل آئے ہیں جو اپنی مرضی سے تشدد کرسکتے ہیں، جہاں ان کا جی چاہے، ریاست ان کا راستہ نہیں روک سکتی۔

جناب والا، پیسے جمع کرنا revenue جمع کرنا ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے اس پر ریاست کو competition مل رہا ہے ایسے لوگ نکل آئے ہیں جو لوگوں سے بھتہ وصول کر رہے ہیں۔ ریاست کا تیسرا کام ہوتا ہے مجرموں کو پکڑنا اور قانون کے مطابق ان کو سزا دلوا کر جیل میں بند کرنا لیکن اس میں بھی ہم ناکام ہو چکے ہیں۔ جب بھی وہ چاہتے ہیں جیلوں سے لوگوں کو نکال کرلے جاتے ہیں، مقدمے ہم نہیں چلا پا رہے تو جناب! ہماری ریاست کہاں جا رہی ہے، کس طرف جا رہی ہے۔ ہمارے صوبے میں

خصوصاً میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری صوبائی حکومت اور PTI کہتی ہے کہ مرکز نے مذاکرات نہیں کیے اس لیے یہ سب ہو رہا ہے۔ مذاکرات کو چھوڑیں صوبے میں امن و امان کی ذمہ داری مرکز کی نہیں ہے یہ تو صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اگر عمران خان کہتے ہیں کہ ان کو وزیراعلیٰ نے مایوس کیا ہے تو ہمارے صوبے کے عوام کو وزیراعلیٰ نے سو فیصد سے زیادہ مایوس کیا ہے۔ ایسے مایوس کن وزیراعلیٰ کو اس عہدے پر رکھنے کے لیے آپ کیوں اصرار کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس اس سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہے جس کو یہ منصب دیا جائے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ بڑی سنگین صورت حال ہے اور اس پر بہت زیادہ غور کرنے کی ضرورت ہے۔

جہاں تک پختونخوا اور فاٹا کا تعلق ہے تو پاکستان کی ریاست وہاں چیخ گئی ہے۔ اگر ریاست کو بچانے کے لیے لوگ کھڑے نہیں ہوتے تو پھر کل کسی سے کیا گلہ کریں گے۔ خدانخواستہ اس سے بدتر صورت حال وہاں پیدا ہو جائے گی۔ بڑے بڑے علاقوں پر یہ لوگ قبضہ کر لیں گے تو پھر یہ سوال ہو گا کہ ہاں یہ dispensable علاقے ہیں، یہ ضمنی علاقے ہیں جو کہ core علاقہ نہیں ہے ریاست کا۔ آپ اندازا لگائیں اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خدانخواستہ، خدانخواستہ اگر اس طرح کی صورت حال پنجاب کے کسی دو اضلاع میں پیدا ہو جاتی تو کیا ہماری ریاست تماشا دیکھتی رہتی جیسے ابھی تماشا دیکھ رہی ہے۔ تقریباً دس سال سے فاٹا دہشت گردوں کے پاس ہے اب تو ہمارے پشاور شہر کے کچھ علاقے ان کے قبضے میں جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بڑے منفی اثرات ہوں گے۔ ایک un-even development پر جو ہماری اقتصادی صورت حال ہے ترقی کا اس میں ابھی بھی بہت فرق ہے۔ جو ہمارا core علاقہ پنجاب اور ضمنی علاقے ہیں جیسے بلوچستان، خیبر پختونخوا اور فاٹا ان میں تفاوت بڑھ رہا ہے۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں، مجھے پتا ہے کچھ بین الاقوامی کمپنیاں ان صوبوں سے اپنی سرمایہ کاری نکال کر پنجاب لے جا رہی ہیں، نتیجہ کیا ہو گا un-even economic development بڑھے گی۔ اس وقت کیا ہو گا فیڈریشن کے لیے مسائل کھڑے ہوں گے، سوالات کھڑے ہوں گے۔ مرکزی حکومت سے بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ٹھیک ہے امن امان کی ذمہ داری سیدھی سیدھی صوبائی حکومت کی ہے اور مرکزی حکومت کو صاف طور پر کہنا چاہیے لیکن ساتھ میں یہ بھی مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ بعض جو بین الاقوامی مسائل ہیں وہ تو صوبے پر نہ چھوڑے۔ آپ نے transit trade کو چھوڑا ہوا ہے۔ افغانستان کے ساتھ جو transit trade ہے اس کا معاہدہ صوبائی حکومت نے تو نہیں کیا، اس کی تو مرکزی حکومت signatory ہے لیکن اس کو روکا جا رہا ہے، لوگ

سڑکوں پر نکل رہے ہیں اور تجارت کو روک رہے ہیں۔ آپ کچھ نہیں کہہ رہے تو یہ کیسے ہوگا۔ ٹرانسپورٹ اور ریجنل ٹریڈ یہ ہمارے صوبے کا پیسا پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں اور یہ ذریعے خشک ہورہے ہیں اور وفاقی حکومت بھی دیکھ رہی ہے۔ وفاقی حکومت صوبائی حکومت پر اور صوبائی حکومت وفاقی حکومت پر الزام لگا رہی ہیں۔ یہ دونوں سیاسی فٹ بال کھیل ہی ہیں اور اس سے suffer کون کرے گا وہ تو پشتون کریں گے، Durand line پر رہنے والے دونوں طرف کے پشتون کریں گے جن کا قتل عام ہو رہا ہے، genocide ہو رہا ہے اور ہماری ریاست تماشائی بنی ہوئی ہے۔ یہ بہت سنگین صورت حال ہے۔ میں سب پارٹیوں سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے پر party politics سے اونچے ہو کر فیصلے کریں کیونکہ ہم نے فیڈریشن کو بچانا ہے، پاکستانی ریاست کو بچانا ہے۔ اس پر ہم سب متفق ہیں لیکن اس کے لیے ایک clear policy ہونی چاہیے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں بات کریں، کچھ کہتے ہیں کارروائی کریں لیکن یہ تو پتا چلے کہ آپ کا مقصد کیا ہے policy, objectives کیا ہیں۔ objectives کا مقصد دہشت گردی اور انتہاپسندی کو راضی رکھنا ہے یا اس کو شکست دینا ہے یہ صاف طور پر بتایا جائے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ دونوں طرف ہاتھ رکھیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا اور نہ ہی کی گئی باتوں کو دہراؤں گا۔ جس طرح ہمارے صوبے کی صورت حال ہے اور کافی عرصے سے ہم یہاں یہی چیخ رہے تھے کہ ہمارے صوبے میں حکومت کی رٹ ختم ہورہی ہے کیونکہ جو لوگ صوبے کی حکومت میں آئے ہیں وہ، وہ لوگ ہیں جن کو وہ اپنا militant wing سمجھتے ہیں اور وہ political wing ہر جگہ یہ بات کرتا ہے، اگر کراچی میں بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو وہ اس کو بھی ڈرون سے ملا دیتے ہیں۔ اگر لاہور میں واقعہ ہوتا ہے تو وہ اس کو بھی ڈرون سے ملاتے ہیں اور ہمارے صوبے میں دہشت گردی کے واقعات تو روزانہ ہوتے ہیں۔ وہ بھی ڈرون سے ہی ملے ہیں۔ اگر ایک بچہ باہر نکل کر سکول کے آٹھ سو یا ہزار بچوں کی جان بچاتا ہے تو وہ خبر چار، پانچ دن تک میڈیا سے خفیہ رہتی ہے۔ یہ کتنے ظلم کی بات ہے۔ کیا ہم پختون اس پاکستان کا حصہ نہیں ہیں۔ خدانخواستہ وہ خود کش بمبار سکول میں چلا جاتا تو کیا تباہی نہ ہوتی اور وہ جو ہزار بارہ سو بچے وہاں شہید ہوجاتے تو کیا وہ ملک کا مستقبل نہیں تھے؟ کل جو دو واقعات ہوئے ہیں ایک امیر مقام صاحب کے ساتھ ہوا ہے، دوسرا ہمارے صوبے میں پارٹی کے نائب صدر میاں مشتاق کو

شہید کیا گیا ہے۔ اس کے لیے بھی وہاں پر جو حکومت ہے، اس پارٹی کا جو سربراہ ہے وہ لاہور میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ وفاقی حکومت ہماری بات نہیں مان رہی اور جب تک وہاں ڈرون بند نہیں ہوں گے تو یہ مسئلہ ہوتا رہے گا۔ بھائی آپ کا وہاں پر کیا کام ہے تم اپنے صوبے میں کیوں نہیں رہتے۔ اگر فاٹا میں ہو رہا ہے تو اس کے لیے تو وفاقی حکومت کو کہہ سکتے ہیں لیکن صوبائی امن و امان تو آپ کے ذمے ہے۔ عوام کی جان و مال کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے۔ سب سے پہلی یہی ذمہ داری ہے باقی باتیں بعد کی ہیں۔ جب حکیم اللہ مارا گیا تو ہم خوش ہو کر بیٹھ گئے کہ شاید وہ ابھی کمزور ہو گئے ہیں اور ہم سے مذاکرات کریں گے۔ ہمیں یہ نہیں پتا تھا کہ وہ اپنے آپ کو منظم کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ احساس نہیں تھا کہ جب وہ اپنے آپ کو منظم کریں گے۔ تو اور طاقتور ہو جائیں گے کیونکہ ان کا تو صرف سربراہ تبدیل ہونا تھا جب وہ تبدیل ہو گیا تو انہوں نے وقت تو لینا تھا۔ اس وقت کے بعد آج بھی ہم یہاں پر یہی کہہ رہے ہیں کہ حملہ آور وہاں سے نکل گئے اور راولپنڈی میں یا لاہور میں حملہ کریں گے۔ ہم ادھر تماشا دیکھ رہے ہیں، وہ جہاں سے نکل کر آ رہے ہیں وہاں پر ہم نے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ ہم کبوتر کی طرح آنکھ بند کر کے کہتے ہیں کی بلی ہمیں نہیں دیکھ رہی ہے۔ صوبے کے اندر کی ذمہ داری صوبائی حکومت پر آتی ہے۔ مرکز کی بھی تو ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ پوچھے کہ ایک آئی جی وہاں پر بیٹھا ہوا ہے وہ تو وفاق کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جب عام آدمی کو آپ اختیارات دیتے ہیں کہ آپ کاغذات دیکھ سکتے ہو، آپ تالا بھی توڑ سکتے ہو، سامان بھی چیک کر سکتے ہو۔ اس صوبے میں تو انار کی ہے اور اس انار کی کو روکنے کے لیے ان سے پوچھا تو جائے کہ کیا ہو رہا ہے۔ بد قسمتی سے ہمارے صوبے میں ایسے لوگوں کو ڈال دیا جس طرح خٹک صاحب نے کہا کہ ان کو تو سیاست کی الف ب بھی نہیں آتی۔ ہمارے صوبے میں جو لوگ جیت کر آئے ہیں ان کو تو بالکل سیاست کا پتا ہی نہیں ہے۔ ان کا سربراہ لاہور میں بیٹھ کر اور بات کرتا ہے اور صوبے میں اور بات کرتا ہے۔ جب وہ کہہ رہا ہے کہ مایوسی ہوئی تو مایوسی تو آپ کی حکومت سے ہوئی۔ یہ ذمہ داری آپ کی ہے کیونکہ آپ پارٹی کے سربراہ ہو۔ اب آپ کیا ایکشن لے رہے ہو تو خدارا! جو کچھ ہمارے صوبے میں ہو رہا ہے اور آنے والے وقت میں جو ہونے والا ہے اگر صوبائی حکومت اس میں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرے گی تو کیا ہو گا۔ حکومت میں تو یہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم مر رہے ہیں۔ ہم اس لیے مارے جا رہے ہیں کہ ان کو پتا ہے کہ یہ لوگ کھڑے ہوتے ہیں اور یہ لوگ ساتھ ملے ہوئے ہیں اور ہر ایک سے کہتے ہیں کہ مک مکا کیا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے بھی طالبان کے ساتھ مک مکا کیا ہوا ہے۔ ان کا نام تک نہیں لیتے۔ جس نے صبح کارروائی کی شام کو وہ تسلیم کرتا ہے کہ یہ ہم نے کیا ہے تو ہمارا یہ جو بھائی

ہے جس کو سونامی خان کہہ دیں یا کچھ بھی کہہ دیں وہ کہہ رہا ہے یہ ڈرون کی وجہ سے ہو رہا ہے- یہ تذبذب کی پالیسی ہے-

جناب چیئرمین: رؤف خان صاحب! آپ بھی اسی موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں یا آپ کا کوئی اور issue ہے؟

سینیٹر عبدالرؤف: اسی issue پر بات کرنا چاہتا ہوں-

جناب چیئرمین: اس issue پر بات کرلیں، باقی پھر بعد میں دیکھ لیں گے- رؤف خان صاحب-

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ، جناب چیئرمین- جیسا کہ آپ تمام حضرات کو معلوم ہے کہ گزشتہ چند دنوں سے ملک میں ایک بار پھر دہشتگردی کے حوالے سے جو لہر اٹھی ہے، اس میں کل کے واقعات میں بڈھ بیر میں اے این پی کے میاں مشتاق اور شانگلہ میں امیر مقام کے قافلے کے ساتھ جو کچھ ہوا، اس سے ہم سب باخبر ہیں-

مجموعی طور پر سارے ملک میں اور خاص طور پر خیبر پختونخوا میں امن و امان کے حوالے سے صورتحال، انتہائی تشویشناک ہے- وہاں ہمارے دوستوں، خصوصاً اے این پی کے رہنماؤں اور ان کے کارکنوں نے اس ملک کے امن کے لیے اور صوبے کے امن و استحکام کے لیے جتنی قربانیاں دی ہیں، شاید اس ملک کی تاریخ میں کسی نے نہ دی ہوں لیکن اس کے باوجود بھی ان کے کارکنوں کا قتلِ عام جاری ہے- اس سے پہلے کراچی میں ایک ہونہار اور جرأت مند افسر، انٹیلی جنس کے ایس-پی، چوہدری اسلم صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا، وہ بھی ہمارے سامنے ہے- اسی طرح ہنگو کے ایک طالبِ علم، اعتزاز حسن کے ساتھ جو کچھ ہوا، انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر سکول کے بچوں کو اس آفت سے بچایا- کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دو دن سے مختلف ٹی وی چینلز پر جو خبریں چل رہی ہیں، ان پر میں انتہائی تشویش کا اظہار کرتا ہوں کہ جب وہاں سے سوالات اٹھتے ہیں کہ آیا چوہدری اسلم کو جب انہوں نے ساری رات ڈیوٹی دی، صبح چھ بجے وہ گھر گئے اور پھر انہیں آٹھ یا نو بجے کے قریب آفس سے فون آتا ہے اور انہیں بلایا جاتا ہے تو آیا کہیں ہمارے اندر ایسی قوتیں موجود تو نہیں ہیں کہ بظاہر تو وہ ہمارے اندر ہیں لیکن باطنی طور پر وہ ان قوتوں کے لیے کام کررہی ہیں جو قوتیں ہمارے اس ملک میں افراتفری پھیلانا چاہتی ہیں اور یہاں قتلِ عام اور ہر جانب ہمارا خون بہتا ہوا دیکھنا چاہتی ہیں-

جہاں تک خیبر پختونخوا کے وزیرِ اعلیٰ یا ان کی حکومت کی کارکردگی کی بات ہے، کل عمران خان صاحب نے statement دی کہ میں اپنے ہی وزیرِ اعلیٰ سے مایوس ہوچکا ہوں۔ جیسا کہ دوستوں نے کہا کہ صوبے کے امن و امان کے حوالے سے جو مسائل ہیں، وہ تو ہمیں بھی پتا ہیں اور ہر سیاسی کارکن کو پتا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی سطح پر بھی ہماری coordination ضروری ہے۔ فاٹا میں ایسی قوتیں بیٹھی ہیں جن کو ہم control نہیں کرسکے۔ ہمارے صوبے سے لوگ اغوا ہوتے ہیں تو وہاں سے اغوا برائے تاوان کی demands ہوتی ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں وفاق اور صوبے، کوئی بھی مبرا نہیں ہے۔

اسی سلسلے میں صرف ایک فقرہ یہ کہنا چاہوں گا کہ تین دن ہوئے، bomb blasts ہوئے اور دھماکے ہوئے، کوئٹہ میں گیس کی پائپ لائنز اڑائی گئی ہیں، تین دن ہوئے ہیں منفی سترہ سینٹی گریڈ میں نہ وہاں بجلی ہے اور نہ گیس ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری یہ تمام مصیبتیں امن و امان کی وجہ سے ہیں۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ تمام صوبوں اور وفاقی سطح پر ہمارے رہنما، سب مل کر سنجیدگی سے کم از کم ان باتوں پر سوچیں اور ان کے لیے ملکی اور صوبائی سطح پر ایسے رہنما اصول مرتب کریں جس سے ہماری اس مصیبت سے جان چھوٹ جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جنابِ چیئرمین۔ اے این پی اور مسلم لیگ (ن) سے اظہارِ افسوس کے ساتھ، بالخصوص اے این پی کے لیڈر میاں مشتاق صاحب اور ان کے ساتھی بم دھماکے میں شہید ہوئے ہیں، میں جمعیتِ علماءِ اسلام کی طرف سے ان واقعات کی مذمت کرتا ہوں۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ جو آٹھ دس سال ہم مسلسل دہشت گردی کا شکار رہے ہیں اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، کیا ہم نے اس حوالے سے کوئی حکمتِ عملی بنائی بھی ہے یا نہیں؟ کپتان صاحب تو میرے خیال میں اپنی ذمہ داریوں سے جان چھڑانے کے لیے کبھی لاہور کا رخ کرتے ہیں، کبھی سندھ کا رخ کرتے ہیں جبکہ ان کا دعویٰ تھا کہ خیبر پختونخوا کو ایک مثالی صوبہ بنائیں گے مگر اب حالت یہ ہے کہ وہاں جانا بھی ان کو مشکل لگ رہا ہے، اس لیے کہ جو دعوے کیے گئے، ان دعووں میں سے ایک بھی صحیح ثابت نہیں ہوسکا۔ بدامنی مسلسل جاری ہے اور جیسے کہا گیا کہ اب وہ سلسلہ شہروں تک بھی

آپہنچا ہے۔ بہرحال وفاق کی ذمہ داری ضرور بنتی ہے لیکن PTI کا بالخصوص دعویٰ یہ ہے کہ ہمیں عوام نے ووٹ دیا ہے، ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں، منتخب حکومت ہے تو منتخب حکومت کی بھی کوئی ذمہ داری بنتی ہے یا نہیں؟ تسلسل کے ساتھ یہ سارے واقعات ہورہے ہیں مگر کبھی بھی کوئی سنجیدہ عمل دیکھنے میں نہیں آیا کہ ان واقعات کی روک تھام کے لیے کوئی اقدام کیا جائے۔ ایک واقعہ ہوتا ہے، اس کے بعد پھر ہم پہنچتے ہیں، اس کے بعد پھر ہم سوچتے ہیں کہ آئندہ اس کی روک تھام ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے اداروں کو اس طرح manage کرنا چاہیے، اس طرح مربوط اور مضبوط کرنا چاہیے کہ واقعہ ہونے سے پہلے ہم اس کا تدارک کریں۔

اتنے بڑے بڑے حادثات ہوئے ہیں، کراچی میں، خیبر پختونخوا میں، بلوچستان کی صورت حال بھی ہم سب کے سامنے ہے کہ ایک سلسلہ شروع ہوا جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک دوسرے کو الزام بھی دیتے رہیں مگر بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتے۔ بیانات دے کر مسائل سے پہلو تہی کرتے ہیں اور جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کپتان صاحب کو خیبر پختونخوا کے لوگوں نے ووٹ دیا ہے تو وہ پھر وہاں بیٹھیں اور جو صوبے کی صورت حال ہے، اس کا مقابلہ کریں اور اس کے لیے کوئی حکمتِ عملی بنائیں۔ اگر وہ اس میں بالکل fail ہیں تو پھر کم از کم اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرکے استعفیٰ دے دیں۔ اپنی حکومت کو برخواست کریں کہ تم میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہے اور جبکہ خود انہوں نے اعتراف کیا ہے اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ میں رات دیکھ رہا تھا، ان کی عجیب سی کیفیت تھی، میں سمجھ رہا تھا کہ بس کپتان صاحب تو حوصلے ہار بیٹھے ہیں۔ وہ کرکٹ کھیلتے رہے ہیں لیکن حکومت میں کبھی نہیں رہے اور نہ انہوں نے حکومت کی ہے اور نہ انہیں حکومت کرنے کا کوئی اندازہ ہے۔ ایسے لوگوں کو لاکر حکومت حوالے کی گئی، سونامی نے تو یہاں سے سندھ کی طرف جانا تھا لیکن پتا نہیں کیوں اس نے پہاڑوں کا رخ کیا، اب ان سے سنبھالا نہیں جارہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں جہاں صوبائی حکومتیں ہیں، بہرحال وہ خود ذمہ دار ہیں لیکن وفاقی حکومت کی بھی ایک حد تک ذمہ داری بنتی ہے۔ اس پر ہم سب کو مل کر سوچنا ہوگا۔ ہم اپنے بہت قیمتی اثاثوں اور شخصیات کو ضائع کررہے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سر جوڑ کر بیٹھیں اور بہرحال ہمیں اس مسئلے کا حل نکالنا ہوگا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں میاں مشتاق صاحب کی شہادت اور امیر مقام صاحب پر ہونے والے حملے میں ان کی حفاظت پرمامور لوگوں کی شہادت پر اپنے گہرے غم کا اظہار کرتا ہوں اور سخت احتجاج note کروانا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ایک عرصے سے ریاست کے اندر دہشت گردی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں لیکن جب الیکشن ہوئے تو ان الیکشن میں بالخصوص وہ جماعت جو آج خیبر پختونخوا میں حکومت بنا کر بیٹھی ہے، اس نے یہ واضح طور پر کہا تھا کہ ان کے پاس ایک magic wand ہے اور اس magic wand سے برسراقتدار آتے ہی وہ ملک کے اندر دہشت گردی ختم کر دے گی لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑرہا ہے کہ جب سے خیبر پختونخوا کی موجودہ صوبائی حکومت برسراقتدار آئی ہے خیبر پختونخوا کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے گئے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے صوبائی ریاست اور حکومت نے اس دہشت گردی کے خلاف political ownership ختم کر دی ہے۔ یہاں تک کہ جب پولیس کے اہلکاروں کی، security forces کے اہلکاروں کی یا ان کے اپنے اسمبلی ممبران کی شہادت ہوتی ہے تو صوبے کی حکومت کا نہ کوئی وزیر اور نہ ہی وزیراعلیٰ ان کے جنازوں میں شرکت کرتا ہے۔ اس سے ایک بڑا clear اور واضح message سامنے آتا ہے کہ اس جنگ میں حکومت کی ownership نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف خیبر پختونخوا کا نہیں ہے، یہ مسئلہ ریاستِ پاکستان اور وفاقِ پاکستان کا ہے۔ پہلے ہم سمجھتے تھے کہ یہ صرف خیبر پختونخوا تک confined رہے گا لیکن اب آپ نے دیکھا کہ یہ دیگر صوبوں میں بھی پھیل رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ law and order primarily صوبائی حکومت کا معاملہ ہے لیکن دہشت گردی وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے اور مجھے یہ بات افسوس سے کہنی پڑتی ہے کہ ابتدا میں بڑے دعوے کیے گئے تھے اور یہ کہا گیا تھا کہ anti-terrorism and national security پر ہم پاکستان کے عوام کو ایک مہینے کے اندر policy دیں گے لیکن آج پانچ چھ مہینے گزر چکے ہیں اور وزارتِ داخلہ anti-terrorism policy or national security policy عوام کے سامنے نہیں لا سکی۔

جناب چیئرمین! یہ کہا گیا تھا کہ ہماری ترجیحات dialogue کی ہیں اور dialogue کو پوری Opposition نے support کیا تھا، پھر یہ کہا گیا کہ ڈرون حملے کی وجہ سے dialogue پر ڈرون گر گیا۔ آج پھر فاضل وزیر صاحب کا بیان ہے کہ TTP dialogue کے لیے تیار نہیں ہے، جناب والا!

TTP تو پہلے دن سے یہ بات کہتی چلی آئی ہے، پھر قوم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہو گی کہ آپ نے پانچ چھ مہینے کا جو عرصہ in a state of nothingness گزارا، جس میں آپ نے نہ اپنی حکمت عملی کو تیار کیا، جس میں آپ national security policy کو بھی سامنے نہ لا سکے اور dialogue کی طرف بھی کوئی مثبت پیش رفت نہیں ہو سکی۔ آج کے اس بیان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کچھ ایسے fractions موجود ہیں جن کے ساتھ ہم dialogue کر رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وفاقی حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Senate Session میں ہے، سینیٹ کو confidence میں کیوں نہیں لیا جا رہا؟ اس سے پہلے قومی اسمبلی Session میں تھی، اگر آپ کے dialogue ہو رہے ہیں تو آپ in camera Session کر کے دونوں ایوانوں کو بتائیں کہ آپ کے dialogue کن groups کے ساتھ ہو رہے ہیں؟ اگر آپ نے آج یہ کہا ہے کہ چند دنوں میں مثبت پیش رفت ہو گی تو قوم کا یہ حق ہے، پارلیمان ایک stakeholder ہے، پاکستان کے عوام ایک stakeholder ہیں کہ ان کو پتا چلے کہ آپ کن شرائط پر، کس زاویے کے تحت ان کے ساتھ dialogue کر رہے ہیں کیونکہ یہ صرف آپ ہی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس میں کئی stakeholders ہیں، اس میں سیاسی جماعتیں stakeholders ہیں، پاکستان کا security apparatus stakeholder ہے، پاکستان کی پارلیمان ایک stakeholder ہے، پاکستان کے عوام سب سے بڑے stakeholders ہیں اور اگر آپ کسی بھی group کے ساتھ کوئی agreement conclude کرتے ہیں اور وہ agreement conclude کرنے کے بعد آپ لوگوں کے سامنے لاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہو گا۔ لہٰذا آپ کی وساطت سے میری وفاقی حکومت سے یہ گزارش ہو گی اور یہ demand بھی ہو گی کہ پارلیمان کا in camera Session بلائیں اور اگر national security policy کا کوئی مسودہ تیار ہوا ہے تو اسے share کریں، پہلی بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن groups کے ساتھ dialogue ہو رہے ہیں، in camera Session میں ان کے بارے میں بتایا جائے اور کن parameters کے اندر وہ dialogue ہو رہے ہیں، اس بارے میں Parliament کو confidence میں لیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: سید مظفر حسین شاہ صاحب۔

سینیٹر سید مظفر حسین شاہ: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں اپنے PML (N) and ANP کے دوستوں کے ساتھ دہشت گردی کے حالیہ واقعات پر ہمدردی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں مل بیٹھ کر موجودہ صورت حال کا دوبارہ جائزہ لیں کہ جب تک اس مسئلے پر کوئی dialogue ہوں تب تک اس عبوری period میں حکومت کا رویہ کیا ہونا چاہیے کیونکہ پانچ یا چھ مہینوں سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ جب یہاں All Parities Conference ہوئی تھی اور تمام کی تمام سیاسی قوتوں نے اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ اس مسئلے کو مذاکرات کے ذریعے حل کیا جائے۔ اب یہ مذاکرات کب ہوں گے؟ مذاکرات کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ مذاکرات کن دھڑوں کے ساتھ ہوں گے؟ جب تک کوئی نتیجہ نکلتا ہے، اس وقت تک کیا کرنا چاہیے؟

میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی جو صورت حال ہے اس کا دوبارہ جائزہ لینا چاہیے اور اس عبوری time period کے دوران حکومت کی اپنی writ کو establish کرنے کے لیے مختلف اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی ضروری ہے جیسے ہمارے دوست نے ابھی کہا کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کو آپ اعتماد میں لیں کیونکہ یہ stalemate اس طرح سے تو drift نہیں ہوسکتا، decisive leadership and governance کی ضرورت ہے اور اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ownership کا اس وقت اظہار ہوگا جب آپ decisive طریقہ کار سے decision making میں ان instruments کو استعمال کریں کیونکہ کراچی میں چوہدری اسلم کے قتل کا واقعہ ہوا، پھر کل جو امیر مقام پر حملہ ہوا اور ہمارے اے این پی کے vice president کو شہید کیا گیا اس پر پارلیمنٹ کو بھی کوئی نہ کوئی متفقہ طریقہ کار طے کرنا چاہیے اور اس میں تمام کی تمام سیاسی جماعتیں جن کی نمائندگی قومی اسمبلی اور سینیٹ میں ہے وہ مل جل کر کوئی قدم اٹھائیں اور اس میں کوئی تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ اس drifting process کو ختم ہونا چاہیے اور decisive governance کا طریق کار طے کرنا چاہیے۔ بڑی مہربانی جناب۔

Mr. Chairman: Thank you, Yes, Ahmad Hasan *sahib*.

سینیٹر احمد حسن: شکریہ جناب چیئرمین، میں انتہائی مختصر بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ایک تو کوئی معاملہ جو بہت نازک ہو اس کے بارے میں لاپرواہ ہونا بہت عجیب بات ہے لیکن ہمارے پختون خوا میں صورت حال کچھ ایسی ہے کہ سو فیصد وہاں کی موجودہ حکومت اور ان کے اکابرین اور ان کی leadership اپنے آپ کو اس صورت حال سے لاتعلق سمجھتے ہیں۔ اسی صورت حال کے پیش نظر خیبر

پختون خوا میں مرکزی حکومت کا کردار بھی اس سے ملتا جلتا ہے۔ میرا اپنا خیال ہے کہ معاملات کو اور وقت کی نزاکتوں کو بھول جانا حماقت ہو گی۔

خیبر پختونخوا بشمول فاٹا میں جو کچھ ہوا اب وہ سارے ملک میں پھیل گیا ہے۔ پنجاب کی حد تک ہر کسی کو معلوم ہے کہ وہاں درپردہ کیا کچھ ہورہا ہے۔ پنجاب میں حکومت نے وہی رویہ اختیار کیا ہے جو رویے پیپلز پارٹی اور اے این پی کی گزشتہ حکومتوں سے قبل حکومتوں نے اختیار کیے تھے کہ اپنا وقت گزارو، ٹائم پاس کرو، اپنی جان و مال اور اپنے بچوں کو بچاؤ اور حکومت اور عوام بھاڑ میں جائیں۔ یہ صورت حال ہے اور اس صورت حال کے اثرات اب بھی ہیں۔ پورے خیبر پختون خوا میں آپ کسی ڈی پی یا ڈی سی او کے دفتر میں جائیں اگر آپ کو وہ اپنے دفتر میں گیارہ بجے سے پہلے مل جائیں تو آپ مجھ پر جتنا جرمانہ آپ کا دل چاہے لگائیں۔ یہ وہی حکومت ہے جس نے دیانت کا نعرہ لگایا تھا، فرض شناسی کا نعرہ لگایا تھا۔ جناب پیسوں کے لین دین میں گڑبڑہی صرف بددیانتی نہیں ہے بلکہ تنخواہیں، مراعات اور تمام مراعات ہوتے ہوئے اپنے فرائض پوری تن دہی اور جانفشانی سے ادا نہ کرنے کو بھی بہت بڑی بددیانتی کہاجاتا ہے۔ خیبر پختون خوامیں جو کچھ ہوا ہے اس کے بارے میں اٹک سے اس پار لوگوں کو پہلے تو علم نہیں تھا اور اب خیبر پختون خوا کے حکمران، سیاسی پارٹیاں اور وہاں کی لیڈرشپ بھی اس تمام صورت حال کو بھول چکی ہے۔ یہ ہمارا المیہ رہا ہے، یہ ہمارا تاریخی المیہ ہے کہ جب چوری ہوجاتی ہے تو ہمارے چوکیدار بیدار ہوجاتے ہیں اور چند دن تک وہ بیدار اور چابک دست رہتے ہیں لیکن چند دن گزرنے کے بعد وہ پھر اپنی پرانی غفلت اور لاپرواہی کا شکار ہوجاتے ہیں اور سو فیصد یہی صورت حال خیبر پختون خوا میں ہے۔ اگر ان کے ذہن میں یہ ہے کہ بلدیاتی الیکشن آرہے ہیں اور اس الیکشن میں دہشت گردوں کے خوف کا کوئی عنصر ان کے ذہن میں ہے تو یہ غلط فہمی میں ہیں اور احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ اگر پاکستان میں کوئی بھی بشمول خیبر پختون خوا کی حکومت کے سمجھتا ہے کہ میں اپنا وقت آرام سے گزار لوں گا اور میرے سر کی خیر ہو کسی اور کا بیڑہ غرق ہوتا ہے تو ہوجائے تو اس کا بیڑہ سب سے پہلے غرق ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں بھی اے این پی کے رہنما اور PML(N) کے رہنما پر حملہ اور جو شہادتیں ہوئیں ان کو condemn کرتا ہوں اور

افسوس کا اظہار کرتا ہوں۔ میرے صوبے میں گزشتہ چند دنوں سے جو صورت حال ہے اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج اس سیاسی جماعت کا سربراہ چاہے یہ کہے کہ ان کو اپنے نامزد کردہ وزیراعلیٰ سے مایوسی ہوئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اس وزیراعلیٰ سے مایوسی نہیں ہوئی بلکہ مجھے اس لیڈر اور اس سیاسی جماعت سے مایوسی ہوئی ہے اور یقیناً پوری قوم کو سیاسی جماعت اور سیاسی لیڈر سے مایوسی ہوئی ہو گی کہ جس نے پاکستان کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ ایک ایسے وقت میں جب national consensus develop ہورہا تھا اور اک national consensus against militants بن چکا تھا کہ militants ہمارے دشمن ہیں یہ دہشت گرد پاکستان کی ریاست پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں ان دہشت گردوں کا مقصد اسلام کا نفاذ نہیں بلکہ ریاست کی طاقت پر قبضہ کرنا ہے عین اس وقت پر اس لیڈر اور اس کی سیاسی جماعت نے اس consensus میں دراڑ ڈال دی۔

The national consensus that was building up was shattered to pieces by this particular political party and this leader.

جناب چیئرمین! جو صوبہ پختون خوا میں ہو رہا ہےاس کی بنیادی وجہ ہی یہی ہے کہ وہ national consensus جو بن رہا تھا وہ اس طرح سے erode ہو گیا اور یہ کہا گیا کہ یہ militants ہمارے بھائی ہیں۔ یہ کہا گیا کہ یہ جو دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں یہ ڈرون حملوں کی وجہ سے ہورہے ہیں۔ یہ کہا گیا کہ نیٹو سپلائی کی وجہ سے ہو رہے ہیں اس کو بند کردو دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ ڈرون حملے بند کردو دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ بھارت کے ساتھ بات چیت کرتے ہو، وہ state ہے یہ دہشت گرد بھی state کا درجہ رکھتے ہیں ان سے بھی بات چیت کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ

The state's narrative against the militants has been shattered, has been damaged beyond repair by this particular party which is now ruling in Khyber Pakhtunkhwa and by this particular leader who now expresses disappointment against his own hand picked Chief Minister.

جناب چیئرمین، جب کچھ عرصہ بعد پاکستان کی تاریخ لکھی جائے گی

I think that the first line in the bio data of this particular leader will be that he came into the politics of Pakistan at a time when the nation had arrived at a consensus against the militants

and this leader destroyed that consensus. With the result, Mr. Chairman, our law enforcing agencies have been demoralized whether it is police or whether it is any other law enforcing agency, they are demoralized and I think Mr. Chairman, that the future historian will never forget and will never forgive this leader and this political party for the incalculable damage done to the security of Pakistan. Thank you very much.

جناب چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ، جناب چیئرمین! میں بھی اسی موضوع پر بات کرنا چاہتی ہوں مگر اس سے پہلے کہ میں اس موضوع پر بات کروں کیونکہ کل عید میلاد النبی ہے، آقائے دو جہاں ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور ہمیں یہ دن یاد دلاتا ہے کہ آپ کی تعلیمات کیا تھیں؟ آج ہم ان تعلیمات کو بھولے ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! آج جو کچھ ہو رہا ہے بلوچستان سے خیبر تک اور کراچی سے پشاور تک، ایک نہ سمجھ آنے والی story مجھے لگ رہی ہے۔ کس کس پر اظہار افسوس کریں اور کس کس پر نوحہ خوانی کریں۔ یہ سارے لوگ تو ہمارے اپنے ہی ہیں۔ چوہدری اسلم کی شہادت ایک دلیر آفیسر پر حملہ تھا۔ وہاں آپ کے صوبے میں امیر مقام پر حملہ، اے این پی کے لیڈروں پر حملے ہوتے رہے ہیں۔ اس سے پہلے بھی اے این پی جتنی زد میں آئی ہے اور جتنی شہادتیں انہوں نے دی ہیں اتنی تو میرے خیال میں پاک انڈیا کی جنگ بھی نہیں ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین! کیا ہم as a مسلمان اور قوم ہجوم نہیں، ہجوم آتا ہے تو بکھر جاتا ہے، ہجوم تو ایک ڈگڈگی والے پر بھی جمع ہو جاتا ہے۔ ہمارا as a nation فرض کیا بنتا ہے؟ جو لوگ ریاست یا ریاستی امور میں ہیں یقیناً بہت سی مشکلات ان کو درپیش ہیں۔ APC جو call ہوئی تھی اس میں بہت زیادہ وقت گزر گیا۔ میں Chair کی توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ APC میں تمام پارٹیوں نے شرکت کرکے اپنی اپنی رائے دی تھی اس رائے کا احترام کیا جائے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ دوبارہ ہمیں اکٹھا ہونا چاہیے تو ایک joint session call کیا جائے، Prime Minister خود اس میں بیٹھیں اور ایک فیصلہ کریں۔ ہم جیسے کہتے ہیں کہ دہشت گرد، ہم میں سے ہی چند لوگ کہتے ہیں کہ بھئی آپ انڈیا سے بات کرتے ہیں، آپ فلاں سے بات کرتے ہیں، دہشت گردوں سے کیوں بات نہیں کر سکتے ہیں۔

چلیں بھئی ان سے بھی بات کر کے آپ دیکھ لیں۔ آپ نے کہا کہ ڈرون حملے نہ ہوں۔ آپ نے نیٹو سپلائی روکی۔ آپ نے عام ٹرک والوں کو بھی روک رکھا ہے۔ آپ نے 20 دن تک فوڈ سپلائی پورے ملک میں بند رکھی۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ یہ طریقہ نہیں ہے کہ اگر ہم چند لوگوں کی روزی روٹی روک کر کہیں کہ ہم نیٹو سپلائی روک لیں۔ یہ تو قوموں کی strategy ہوتی ہے، یہ تو قوموں کی ایک پالیسی ہوتی ہے کہ ہم نے قوم کو آگے کیا پالیسی دینی ہے اور کس پالیسی پر ہم نے آگے جا کر کام کرنا ہے؟ جناب چیئرمین! میں سمجھتی ہوں کہ جتنا پلوں کے نیچے سے پانی گزر گیا ہے اور جتنا یہ خون بہہ گیا ہے خدا کے واسطے اس قوم پر رحم کیا جائے اور ہم سب کو اکٹھے ہو کر، ہم جس نبی ﷺ کی کل ولادت کا دن منا رہے ہیں اس کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ یہ جو عذاب ہم نے اپنے سر پر خود لیا ہے، یہ جہنم جو ہم نے خود خریدی ہے اس کو ہمیں کس طریقے سے چھوڑ دینا چاہیے۔

Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مشاہد اللہ خان صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے کل جو دو واقعات ہوئے ہیں جس میں میاں مشتاق صاحب جو اے این پی کے ہیں، ان کا جو بہیمانہ قتل، شہادت ہوئی ہے اس کی میں نہ صرف پرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں بلکہ ان کے لواحقین سے تعزیت بھی کرتا ہوں۔ اسی طریقے سے امیر مقام صاحب کے ساتھ بھی جو کچھ ہوا اور ان کے اوپر ایک شدید حملہ ہوا، اللہ نے ان کو بچایا اس پر اللہ کا شکر بھی ادا کرتا ہوں لیکن جو چھ اہلکار ساتھ شہید ہوئے ہیں اس کی بھی مذمت کرتا ہوں اور وہ غریب لوگ تھے ان کے جو بھی لواحقین ہیں ان سے بھی تعزیت کرتا ہوں۔

میں مختصر ترین بات کروں گا۔ پختونخوا کی حکومت کے بارے میں بہت ساری باتیں ہو گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! اصل میں بات یہ ہے کہ احمق کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑا عقلمند سمجھتا ہے اور وہاں پر problem اسی طرح کا ہے کہ کسی کو نہ کچھ آتا ہے اور نہ جانتا ہے لیکن وہاں پر کل حملے اور دھماکے ہوئے ہیں اور وہ پنجاب حکومت پر رو رہے تھے۔

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی ہے اپنی نبیڑ تو

تو اپنی نبیڑ لو تو پھر اس کے بعد ہم آپ کی دانشوری سننے کے لیے تیار ہیں لیکن جو کچھ خیبر پختونخوا میں ہو رہا ہے یا ان کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ توقع کے عین مطابق ہو رہا ہے کوئی برخلاف نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ بندر کے ہاتھ میں ادرک ہو تو وہ منہ میں لے لے یا ناک میں لے لے بات تو ایک ہی ہے اور وہاں پر ہو یہی رہا ہے۔ سونامی آنا تھا اور تمام چیزوں کو اتنا simplify کیا ہوا ہے کہ چٹکی بجائیں گے اور یوں مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اب وہ سونامی سے ہوتے ہوتے مایوس خان ہو چکے ہیں اور مایوسی اس قدر بڑھ گئی ہے۔ میں تو اب ان کو سونامی خان نہیں کہوں گا۔ زاہد خان نے کہا ہے۔ مایوس خان ان کے لیے زیادہ بہتر نام ہے اور پھر بات یہ ہے کہ یہاں پر مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ وزیر اعلیٰ سے آپ مایوس ہو رہے ہیں تو بھئی اس کے بعد اقدامات کیا ہیں؟ صرف باتیں ہو رہی ہیں۔ ٹھیک ہے یہ چیزیں ہوتی ہیں مختلف سیاسی پارٹیاں کسی stage پر کرتی ہیں لیکن ہر وقت یہ کام نہیں ہوتا۔ آپ کا اپنا قصور ہے اور اس کو camouflage کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے پر الزام دھر دیں۔ یہ سکول کے بچے کرتے ہیں لیکن ہو یہی رہا ہے۔ میں تو اب بھی یہی کہنا چاہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کو وہ تو اصل میں اتنے بڑے افلاطون ہیں کے ہم انہیں کوئی مشورہ دیتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں کہ بھئی ہم نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ اگر کوئی law and order کا مسئلہ ہے تو ہم آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں اسی طرح جس طرح سندھ حکومت کی ہم مدد کر رہے ہیں لیکن سندھ حکومت اور خیبر پختونخوا کا مسئلہ یہ ہے کہ سندھ حکومت نے political will دکھائی ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے جس کے نتیجے میں وہاں پر حالات بہت زیادہ بہتر ہوئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ چوہدری اسلم کی شہادت ہوئی ہے۔ ٹھیک ہے ایک جنگ جاری ہے۔ ہمیں ان کی شہادت پر افسوس ہے لیکن اس بات کا ابھی تک پورا علم نہیں ہے کہ وہاں پر جن لوگوں نے law and order کو create کیا ہے اور ان کے خلاف جو targeted operation ہو رہا ہے اس میں Rangers and Police نے اور چوہدری اسلم جیسے دیگر لوگوں نے ان کو شدید نقصان پہنچایا ہے اس لیے وہاں پر اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ اسی طریقے سے چوہدری نثار علی خان صاحب کا بھی بیان آیا ہے۔ اس پر بھی ذکر ہوا ہے۔ انہوں نے بھی یہ کہا ہے کہ ایسا نہیں ہے کہ وفاقی حکومت صرف کراچی میں کارروائی کر رہی ہے بلکہ دیگر جگہوں پر جہاں جہاں ضرورت ہو گی وہاں پر بھی کارروائی کرے گی۔ اب یہ ہے کہ خیبر پختونخوا کی حکومت کو اگر کوئی مدد چاہیے law and order کے سلسلے میں تو ہم کرنے کو ہر طریقے سے تیار ہیں اس لیے کہ ہم اس کو پاکستان سمجھتے ہیں۔ وہ پاکستان ہے۔ یہ کوئی جزیرے نہیں ہیں پنجاب، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخوا۔ یہ ایک

اکائی ہے اور کہیں پر بھی خون بہے گا، کہیں کوئی مسئلہ پیدا ہوگا تو وہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ وہ 18 کروڑ عوام کا مسئلہ ہے تب جا کر یہ مسائل حل ہوں گے۔ ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے سے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ ضرور کہا کہ TTP کے کچھ sections ہیں ان سے بات چیت ہو رہی ہے۔ وہ اسے کس وقت افشاء کرتے ہیں یہ ان پر ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی اہم بات کہی ہے کہ جو گولی کی زبان میں بات کرے گا اس سے ہم بھی گولی کی زبان میں بات کریں گے اور کئی جگہوں پر ہم کر بھی رہے ہیں۔ مزید ضرورت پڑے گی تو بھی کریں گے۔ اس لیے کہ مذاکرات بندوق سے نہیں ہوتے۔ مذاکرات تو انسانوں سے ہوتے ہیں جو بات چیت پر اور مسائل کو حل کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ گولی کے ساتھ گولی ہی مذاکرات کرتی ہے۔ تو انشاء اللہ اس میں مزید بات چیت کی ضرورت ہے، consensus کی ضرورت ہے اور معقولیت کو prevail کرنا چاہیے۔ بہت افسوس ہے کہ جتنے میرے بھائیوں نے یہاں بات کی ہے کہ جس بچگانہ طریقے سے وہ حکومت چلا رہے ہیں، ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ میاں رضا ربانی صاحب نے یہاں ایک بات کی، اس کے بعد بات ختم ہو جاتی ہے کہ ہم جنازوں میں شرکت کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ بھئی کوئی حد ہوتی ہے کہ لوگ شہید ہو رہے ہیں، مر رہے ہیں، انسان مر رہے ہیں، چاہے وہ کسی بھی پارٹی سے ہیں، وہ اپنی پارٹی کے لوگوں کے جنازوں پر نہیں گئے ہیں تو پھر آپ کیا امید رکھ سکتے ہیں۔ جیسا کہتے ہیں کہ

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب ۔۔۔ پھر کس سے گلہ کرے کوئی

اور اسی وجہ سے صورتحال یہ ہے کہ

نہ امن ہے نہ سکوں ہے نہ چارہ غم ہے ۔۔۔ تمہاری بزم میں تڑپ کا عجیب عالم ہے

اور

وہ سرزمین جسے رشک خند کہتے تھے ۔۔۔ خطا معاف دہکتا ہوا جہنم ہے

وما علینا الاالبلاغ۔

Legislative Business

The Anti-Rape Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2013

Mr. Chairman: Now we may move on to Item No.2, yes, Syeda Sughra Imam.

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860, the Code of Criminal Procedure, 1898 and the Qanoon−e−Shahadat Order, 1984 [The Anti−Rape Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2013].

Mr. Chairman: Is it opposed?

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! Item No.2 to 7 تک یہ سارے Bills ایک ہی subject کے اوپر یہاں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے کمیٹی کی طرف جانے چاہییں۔

Mr. Chairman: Raja *sahib*, every item is an independent item. So, we have to go through the process. Process is that first the leave has to be granted and then the Bill has to be moved. Now we are at the leave stage. Leave is granted as this item has not been opposed by the Leader of the House. Now Sughra Imam *sahib*, you may move Item No.3.

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you sir. I beg to introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860, the Code of Criminal Procedure, 1898 and the Qanoon−e−Shahadat Order, 1984 [The Anti−Rape Laws (Criminal Laws Amendment) Bill, 2013].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee on Law, Justice and Parliamentary Affairs.

Now we move on to Item No.4, Syeda Sughra Imam *sahiba*.

Resolution Re: The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013

Senator Syeda Sughra Imam: Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Not opposed.

Mr. Chairman: As it has not been opposed the leave is granted. Now Syeda Sughra Imam *sahiba*, you may move Item No.5.

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I beg to introduce the Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2013].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

Now we may take up Item No.6, Syeda Sughra Imam *sahiba*.

The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2013

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Privatization Commission Ordinance, 2000 [The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2013].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: No sir.

Mr. Chairman: So, it is not opposed, therefore, leave is granted. Now Syeda Sughra Imam *sahib*, you may move Item No.7.

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you sir. I beg to introduce a Bill further to amend the Privatization Commission Ordinance, 2000 [The Privatization Commission (Amendment) Bill, 2013].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

Now we take up Commenced resolutions. Yes, Raza Rabbani *sahib*.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I have a privilege motion which I have submitted.

Mr. Chairman: Recently it has been received to me. It is being processed, therefore, let me examine it.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if it could be taken up because it is an urgent matter and I refer you to Rule.

Mr. Chairman: I know and understand the rules but it has been given to me instantly, right now to me.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, that is not my fault. I had submitted it in the Secretariat as required by the rules, one hour prior to the commencement of the sitting.

Mr. Chairman: OK, we will take it up in the later part

ابھی مغرب کی اذان ہو جائے گی۔ اس کے بعد ہم اسے لے لیں گے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Right sir.

Resolution Re: Dual Nationality of the Judges

Mr. Chairman: Now we take up Item No. 8 regarding further consideration of the following resolution moved by Mr. Farhatullah Babar on 16th December, 2013:-

> "This House recommends to the Government to publish the names of those judges of the superior judiciary who have dual nationality"

So, who would like to speak? Yes, Raja Zafar-ul-Haq *sahib*.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب! یہ قرارداد کئی طریقوں سے آئی ہے اور Rota Day پر کئی مرتبہ اس پر discussion بھی ہوتی ہے اور خاصی heated discussion بھی ہوئی ہے، we have no objection – the Government does not have any objection. We have written to the Registrar of the Supreme Court and the High Courts for providing this material to the Government تو میں سمجھتا ہوں کہ we will continue doing it اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نظر نہیں آتا۔

Mr. Chairman: Raja sahib, we must find out solution to this. It is the Ministry of Law and Justice which notifies the appointment of Judges.

دیکھیں، سپریم کورٹ یا ہائی کورٹ میں judges تو تب جاتے ہیں کہ پہلے گورنمنٹ ان کو appoint کرتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ

who maintains the record? It is the Ministry of Law that maintains the record.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: لیکن اس کے پاس اس قسم کی کوئی information موجود نہیں ہے۔

Mr. Chairman: So, what is the way forward? How can we get the information? If the Judiciary is not giving the information then what is the solution to that.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ان کا موقف تو یہی ہے کہ یہ ان پر apply نہیں کرتا لیکن وہ information تو دیں پھر apply کرنا یا نہ کرنا وہ تو بعد کی بات ہے۔

Mr. Chairman: Please see Article 19(A), it is very clear.

اگر آپ Article 19(A) کو دیکھ لیں کہ یہ کیا ہے۔ میاں صاحب! ہم اس پر مظفر شاہ صاحب سے سارے issue پر help لیں گے۔

19(A); it is "Right to information". This is the law which has come into existence after 18th Amendment. When the court says; they have to guarantee that the fundamental rights are not infringed.

Does it (19A) not come under fundamental rights? Should I constitute a Special Committee on this? If the citizens of Pakistan, they want an information and there is a provision in the Constitution and if there are particular institutions or organizations which do not give information then what is the way forward? What is the suggestion for that?

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, I think one chance should be given to the Ministry of Law to approach the Registrar once again and if they don't do it then we will throw the matter to the Senate for decision or for making a Special Committee.

جناب چیئرمین: راجہ صاحب! آپ نے ٹھیک suggest کیا ہے لیکن اگر under a provision of law if the assets or anything else has to be made public relating to the members of the Parliament as well as civil servants also. The Income Tax Ordinance exists. ہم یعنی members of Parliament سال کے بعد اپنے assets Election Commission کو بھیجتے ہیں they are made public and everybody knows about it. اب اس مسئلے میں مجھے apparently سمجھ نہیں آتی کہ judiciary کی independence by giving this information کیسے hamper ہو جاتی ہے۔ how does it hamper by giving the information that who have got the dual nationality and who does not have dual nationality? It is the issue.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, there is no difference of opinion between the Chairman of the Senate and the Government of Pakistan. The question is how to get that information?

Mr. Chairman: Thank you. Yez Muzafar Shah sahib.

Senator Syed Muzafar Hussain Shah: Sir, you have rightly pointed out that Article 19(A) is very clear that "Every citizen shall have the right to have access to information in all matters of public importance subject to regulation and reasonable restrictions imposed by law". The honourable Senator Farhatullah Babar had asked this question on a number of times. It would have been appropriate that if the answer has not been given, then at least refuge should have been taken under some law, if there was a law which said that such information is privileged information like a day before yesterday we had discussion as to what is classified, what is secret and there is an Official Secrets Act, and an information which comes within the parameters of that Official Secrets Act, then perhaps that may be purged or it may be limited. Here sir, the question would be like the Leader of the House has stated that whether such information is available with the Ministry of Law and Justice. I think it would be appropriate if the Government is given a chance to find out if such information is available with the Government of Pakistan – in the Ministry. If the answer is forthcoming to the effect that such information is not available then sir, it would be in the interest of justice for you to be in a position to form a Special Committee to find out ways and means as to how to procure this information which is right of the Parliament to know it. In fact, amongst the various powers of Parliament, one is the right to have information through a question which has been asked on the floor of the House. So, I would suggest sir, like the Leader of the House has said that first give the Ministry of Law a chance to find out either such information is available on the record and if such information is not available then sir it would be appropriate and your discretion to form a Special Committee with

terms of reference that what would be the procedure, modalities and mechanics how to be able to procure such information.

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! you would recall جب الیکشن کمیشن کے پاس ممبر پارلیمنٹ کے بارے میں information نہیں تھی about their nationality and subsequently they were asked to furnish all those information and ultimately the members of the Parliament did furnish those information to the Election Commission. Similarly, ابھی تو میں سمجھتا ہوں جو let us give an opportunity to the Ministry of Law to راجہ صاحب نے کہا ہے، have the information and if it is not given or whatever is the reply, we can examine that. جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

Senator Farhatullah Babar: Regardless of the fact whether the Government has that information or not I would very humbly suggest that as a first measure because when the Government will try to secure this information it must also be armed with some authority. My humble request will be that this resolution which says that this House recommends to the Government to publish the names of those judges of the superior judiciary who have dual nationality. I would request, sir, that first this resolution may be adopted when this resolution is adopted and it goes from the Senate Secretariat to the Law and Parliamentary Affairs Division then they will have a certain basis to proceed further and that basis will be what? That basis will be, either they have that information in their archives, they take it out, they publish it. Or as the honourable Leader of the House said and I am not sure whether he was sure about it or not that the law Ministry does not have it. Now, if the Law Ministry does not have this information, which in my view they should have just as in the case of civil servants, the information is with the Establishment Division. In the case of Armed Forces, the

information is with the Services Headquarters. Now, if they don’t have this information but if the Law and Justice Ministry is armed with this resolution unanimously adopted then I think they can take the next step and they can formally request the Supreme Court of Pakistan that now we require this information because the Senate of Pakistan has demanded it through a unanimous resolution. So, sir, I would suggest to please put it to the House for vote and adopt it and then legibly proceed further. Thank you.

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! پہلے اسے adopt کر لیں پھر میں اس پر بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ if you see the rules, when resolution is not opposed, we can’t have a debate. Rules provide this. When it is not opposed, it cannot be put for a vote also. It means that it has not been opposed by the Government. I would suggest, let it be on the Order of the Day, let the Government come with this response. This is an assurance by the Leader of the House that they do not oppose this resolution. It is a part of the record of the proceedings. لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ let us give them opportunity, اگلے سوموار یا جو بھی اگلا Private Members’ Day ہوگا، it would remain alive. It would remain alive and it is on the Orders of the Day and then somebody would be responding. آج آپ اگر resolution pass کر دیں گے تو پھر we will have to move again another motion کہ جی اس کا کیا ہوا۔ جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: صحیح ہے۔ وعدہ 16 دسمبر کو کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: اسی لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کو Orders of the Day پر رہنے دیں۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: ٹھیک ہے جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: اسی لیے تو کہہ رہا ہوں، it is in your interest کہ اس کو رہنے دیں تاکہ next time somebody would come from Treasury Benches or the Law Minister should come and make a reply to that.

Senator Farhatullah Babar: But in that case, Mr. Chairman, a direction to the Government to proceed.....

Mr. Chairman: Already an undertaking given by the Leader of the House.

Senator Farhatullah Babar: OK. Thank you very much.

Mr. Chairman: Yes, Raja Zafar ul Haq.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: Sir, only one word. Sir, even when there is no unanimous resolution by the House, a single member asking an information which he has to be provided under Article 19(A) which is there, it is as much sanctified as it is a resolution by the entire House.

Mr. Chairman: So, this item is deferred for the next *rota* day. It is hardly few minutes left for *'Maghrib's Aazan'*. Now, we move on to Item No. 9, Col. Mashhadi *sahib* is not present. Now Item No. 10.

ان کی درخواست آگئی ہے، so it is deferred. کریم احمد خواجہ صاحب کی درخواست تھی کہ اس کو defer کر دیں۔ So, that resolution is deferred. Now, Item No.11 stands in the name of Talha Mahmood. He is also not present. Now we take Item No.12 stands in the name of Syeda Sughra Imam. ہم اس کو move کروالیتے ہیں but we can't have a discussion. صغریٰ امام صاحبہ! آپ move کرلیں۔

Resolution Re: Water Disputes with India

Senator Syeda Sughra Imam: Thank you Mr. Chairman. I beg to move the following resolution:-

> "The House calls upon the Government to include all water disputes of Pakistan with India in the Composite Dialogue or in any other talks or dialogue process that is revived or initiated with India."

Mr. Chairman: The resoulution has been moved and it would be discussed subsequently. We may move on to Item No.13 stands in the Name of Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi. Please move the resolution. Not present. Now Item No.14 and 15. You both can decide, whose item should come first. Farhatullah Babar *sahib* or Saeed Ghani *sahib*?

سینیٹر فرحت اللہ بابر: جناب چیئرمین! میں move کرلیتا ہوں and no discussion اس کے بعد سعید غنی صاحب کا motion can take precedence but let me move so that it remains on the agenda..

Mr. Chairman: We may now take up Item No.14. Mr. Farhatullah Babar may move the motion.

Motion Re: Working of the Council of Islamic Ideology

Senator Farhatullah Babar: I beg to move that this House may discuss the working and recent pronouncements of the Council of Islamic Ideology.

Mr. Chairman: The motion has been moved and it would be discussed subsequently. We may now take Item No.15. Mr. Saeed Ghani *sahib* may move the motion.

Discussion on Alleged Riggings in Elections 2013

Senator Saeed Ghani: I beg to move that the House may discuss the alleged irregularities/riggings in the Elections 2013.

Mr. Chairman: The motion has been taken up and who would like to speak on it because we can have it after *Maghrib* prayer.

سینیٹر سعید غنی: ٹھیک ہے مغرب کے بعد کر لیں۔

جناب چیئرمین: جی راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: اس کو بھی full discussion کے لیے بعد میں رکھ لیں۔ یہ move تو ہو گئی ہے یہ کوئی ایک معاملہ تو نہیں ہے، ایک constituency کا بھی معاملہ نہیں ہے، it concerns the entire country. میاں صاحب کا privilege motion لے لیں۔ یہ move تو ہو گیا ہے اس کو آئندہ discussion کے لیے رہنے دیں۔

جناب چیئرمین: کیا میاں صاحب کا privilege motion آ گیا ہے؟ Mian Raza Rabbani may move the Privilege Motion.

Privilege Motion Re: Breach of Privilege by the Federal Government

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I am grateful. Mr. Chairman, a breach of privilege of the Senate of Pakistan and the undersigned has been committed by the Federal Government on the following facts:

1. That it has been reported in the national print media dated 9th January 2014, that the Privatization Commission has decided to privatize 26% shares of the Pakistan International Airlines Corporation.
2. That the Privatization Commission in its meeting held on the 8th January 2014, has also decided to

appoint a Financial Advisor who will be given a task to determine the base share of PIA.

3. That the Pakistan International Airlines Corporation and other Federal institutions, which are to be privatized by the Government, correspondent to various entries of the Federal Legislative List, Part II, in the Fourth Schedule of the Constitution, 1973.

4. That under clause (1) of Article 154 of the Constitution, 1973, the Council of Common Interests, shall formulate and regulate policies in relation to matters in Part II of the Federal Legislative List and shall exercise supervision and control over related institutions.

5. That the approval or otherwise, of the Privatization of institutions, bodies autonomous, semi-autonomous under the Federal Legislative List Part II, are required to be taken from the Council of Common Interests as per Clause (1) of Article 154 of the Constitution, 1973 and also various Judgments of the Supreme Court of Pakistan and I will be referring that judgment also.

6. That under Clause (4) of Article 153 of the Constitution, 1973, the Council of Common Interests is responsible to the Parliament.

7. That under Clause (4) of Article 153 of the Constitution 1973, the Council of Common Interests, shall submit an Annual Report to both Houses of the Parliament.

8. That by not referring the said matters for decision to the Council of Common Interests constituted under

Article 153 of the Constitution, 1973, the Federal Government has not only violated and continues to violate the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan but also shall deny the Senate of Pakistan the right to discuss and debate, whatsoever decision, the Council may take in respect of the privatization of the Pakistan International Airlines Corporation and the other such institutions mentioned herein, as the same shall not be a part of the annual report to be submitted to both the Houses of Parliament by the Council of Common Interests.

Therefore, the Senate of Pakistan and its members including the undersigned, are being deprived of the right to discuss this issue, hence a breach of privilege of the House has been committed and continues to be committed till date by the Federal government. Therefore, this matter may be referred to the Privileges Committee of the Senate of Pakistan.

Mr. Chairman, I will first of all take you to Article 154 of the Constitution.

جناب چیئرمین: اس طرح کر لیتے ہیں چونکہ ابھی اذان ہو جائے گی تو پھر آپ کی continuity drop ہو جائے گی۔

Senator Mian Raza Rabbani: OK, sir. I will continue the arguments after the break.

Mr. Chairman: The proceedings are suspended for 15 minutes for *Maghrib* Prayers.

(The House was then adjourned for 15 minutes for *Maghrib* Prayers)

(نمازمغرب کے وقفے کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین (جناب صابر علی بلوچ) شروع ہوا)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میں نے نماز کے وقفے سے پہلے privilege motion move کر دیا ہے۔ اس کی arguments sir, I will do day after tomorrow.

جناب ڈپٹی چیئرمین: سعید غنی صاحب، آپ نے motion move کیا ہے، اس پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر سعید غنی: میں نے اس ایوان میں انتخابات سے پہلے دو، تین مرتبہ یہ issue take up کیا تھا کہ Election Commission جس قسم کی نااہلیاں کر رہا ہے اور elections سے پہلے اپنے آپ کو جس طرح کے معاملات میں الجھا رہا ہے، گیارہ مئی کو ہونے والے elections ایک تماشا بن جائیں گے اور اس طرف ان کا دھیان نہیں ہے۔ جب elections ہوئے اور جس قسم کے اعتراضات سامنے آئے، وہ ان کی (xxx[1]) ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے کیا کیا، میں تھوڑی دیر کے بعد بتاؤں گا۔

جناب! اس حکومت سے پہلے قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اجلاس ہوتے رہے، وہاں مختلف کمیٹیاں بنتی رہیں اور اس بات پر اتفاق رائے تھا کہ ملک میں transparent, free and fair elections کرانے کے لیے Election Commission کو اختیارات دیے جائیں اور کچھ ایسے قوانین بھی بنائے جائیں جن کے ذریعے elections میں ہونے والی دھاندلی کو روکا جا سکے۔ اس پر بہت پیسا خرچ ہوا اور بہت سے اقدامات لیے گئے لیکن بد قسمتی سے جب انتخابات کا مرحلہ شروع ہوا تو Election Commission نے ایسے اقدامات کرنے شروع کر دیے جن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ وہ نہ پارلیمنٹ اور حکومت کو کچھ سمجھ رہے ہیں اور نہ ہی سیاسی جماعتوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کو کوئی اہمیت دے رہے ہیں۔ میں یاد دہانی کے لیے کچھ چیزیں بیان کرتا چلوں۔ کراچی میں law and

---

[1] + (xxx)[Expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman.]

Supreme Court کی کارروائی ہو رہی تھی جس میں Supreme Court کے حوالے سے order نے کہا کہ آپ کراچی کے حلقوں کی delimitation کر رہے ہیں، پہلے Election Commission نے منع کر دیا پھر کر دیا لیکن جیسا کیا، وہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ ان کی vote verification کی گئی، وہ بھی انہوں نے غلط طریقے سے کی۔ ایسی چیزیں کیں جن سے ظاہر ہو رہا تھا کہ Election Commission کافی confused ہے۔ ایک دن کہا کہ ballot box میں ایک black box ڈال دیں گے پھر کہا کہ بے رحم قسم کی scrutiny ہو گی۔ Scrutiny شروع ہوئی تو لوگوں سے عجیب بے تکے قسم کے سوالات پوچھنے شروع کیے گئے۔ جب سیاسی جماعتوں نے اعتراض کیا تو Election Commission نے فرمایا وہ judges ہیں خود فیصلہ کریں گے، اس لیے یہ ہمارے اختیار میں نہیں ہے لیکن جب زیادہ شور مچا تو اگلے دن press conference کر کے کہا کہ Returning Officers کو منع کر دیا ہے کہ وہ ایسے سوالات نہ کریں۔ Election Commission کے معاملات میں اس قدر confusion تھی، جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پہلے انہوں نے کہا کہ nomination form میں جو تبدیلیاں کرنی ہیں اس کے لیے صدر صاحب سے approval لینی پڑے گی جو کہ قانونی لحاظ سے صحیح تھا لیکن پھر اچانک بغیر approval form چھاپ دیا اور Supreme Court سے اس کی approval لے لی۔ انہوں نے ایسا عجیب form چھاپا جواب بھی میرے پاس موجود ہے۔ وہ ایک تماشا تھا کہ اردو form کچھ اور انگریزی form کچھ اور تھا جس کی وجہ سے کافی مسائل بھی پیدا ہوئے۔ جناب! میرے پاس بہت سی تفصیل موجود ہے لیکن دو، تین چیزیں دکھاؤں گا۔ جب elections ہوئے تو یہ کہا گیا کہ ہم نے ایسے انتظامات کر دیے ہیں کہ اب اس میں دھاندلی کی گنجائش نہیں رہی۔ Thumb impression, magnetic ink and verification ہو گی اور کسی کو جرات اور ہمت نہیں ہو سکتی کہ وہ جعلی ووٹ ڈالے۔ کسی کے تصور میں بھی نہیں ہونا چاہیے کہ الیکشن میں دھاندلی ہو جائے گی۔ ہمارے بھی حوصلے بڑھے کہ بڑا زبردست کام ہو رہا ہے، Election Commission بڑا ٹھیک کام کرے گا لیکن جب انتخابات ہوئے، اس کے بعد جس قسم کے نتائج آئے اور جس قسم کی شکایات آئیں۔ لوگوں کے پاس بے شمار footages موجود ہیں، clips موجود ہیں اور records ہیں کہ کس طرح مختلف polling stations میں کیا کچھ کیا گیا لیکن Election Commission نے اس پر کوئی action نہیں لیا۔ میں عام لوگوں کو بات سمجھانے کے لیے کہتا ہوں کہ جو ایک طریقہ کار ہوتا ہے جب

آپ ایک polling booth میں ووٹ ڈالتے ہیں تو وہاں پر polling officers ہوتے ہیں، presiding officers ہوتے ہیں جو وہاں پر result اکٹھا کرتے ہیں اور وہ وہاں پر candidates کے polling agents کو result بتاتے ہیں۔ Presiding officers سرکاری اہلکار ہوتے ہیں اور پڑھے، لکھے اور قابل ہوتے ہیں، اس کے بعد وہ اپنا result compile کرکے returning officer کو بھیج دیتے ہیں اور وہ returning officer اللہ کے فضل سے جج صاحب ہوتے ہیں۔ وہ returning officer اپنے تمام حلقے جو ان کے area میں ہوتے ہیں، ان کا result اکٹھا کر کے Election Commission کو بھیج دیتے ہیں، اس کے بعد وہ announce کر دیتے ہیں۔

اب یہ تفصیل بتانے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ میں آپ کو جو اگلا paper دکھانے جا رہا ہوں، وہ Election Commission کی تمام نظام کی نااہلیوں کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔ میرے پاس ایک polling station کا result ہے اور یہ اس polling station کا result ہے، میں نے جس میں اپنا vote خود cast کیا ہے، میرے اپنے علاقے کے polling stations کا result میرے ہاتھ میں ہے کیونکہ یہاں پر تمام سیاسی لوگ ہیں، سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو پتا ہے کہ جب کوئی voter vote ڈالنے جاتا ہے تو اس کو دو ballot papers دیے جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کو ایک دے دیں، کسی کو تین دے دیں، ہر voter کو دو ballot papers دیے جاتے ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ کسی voter کو ایک ballot paper دیا جائے اور کسی کو دو ballot papers دیے جائیں اور یہ بھی وہاں پر موجود Election Commission کے polling station کے staff کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ جس voter کو انہوں نے دو ballot papers issue کئے ہیں، وہ دونوں ballot papers ballot box میں ڈالے، یہ لازمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ end of the day جب polling ختم ہو جاتی ہے جب اس polling station کا نتیجہ اکٹھا کیا جائے گا تو صوبائی اسمبلی اور قومی اسمبلی کے votes برابر ہونے چاہییں، ان میں فرق نہیں ہونا چاہیے لیکن دلچسپی کی بات ہے کہ یہ میرا صوبائی اسمبلی کا حلقہ 114 کہلاتا ہے اور قومی اسمبلی کا حلقہ NA-251 کہلاتا ہے، میں آپ کو original دکھا رہا ہوں، یہ کوئی photo copy نہیں ہے، یہ original ہے جس پر وہاں کے سرکاری افسران کے دستخط ہیں، انگوٹھا کا نشان ہے، وہ انہوں نے تمام agents کو بھی دیے ہیں۔ صوبائی اسمبلی کے تمام candidates کو جو votes پڑتے ہیں، وہ 1424 votes ہیں، ہونا یہ چاہیے کہ قومی اسمبلی کے candidate کو بھی 1424 votes پڑنے

چاہییں یا ایک آدھا ووٹ اوپر نیچے ہو جاتا ہے، ballot paper ضائع ہو گیا، کہیں پر گر گیا، کسی نے ووٹ نہیں ڈالا، یہ ممکن ہے، ہم کہیں کہ شاید دو، چار ووٹوں کا فرق ہو سکتا ہے، آجائے لیکن قومی اسمبلی کے وہاں پر جو votes cast ہوئے ہیں، وہ 905 votes ہیں۔ قومی اسمبلی میں 905 votes cast ہوئے ہیں اور صوبائی اسمبلی میں 1424 votes cast ہوئے ہیں، ایک polling station میں 519 votes کا فرق ہے۔ چلیں یہ بھی ہو گیا ہو گا، لوگوں نے جعلی ووٹ ڈال دیے ہوں گے، کچھ غلطیاں ہو گئیں لیکن تشویش کی بات یہ ہے کہ وہاں کے presiding officer کو یہ نظر نہیں آیا، اس نے announce کر دیا۔ Returning officer judge تھا، اس کے سامنے یہ چیزیں گئیں، اس نے بھی نہیں دیکھا، انہوں نے بھی announce کر دیا۔ اس کے بعد Election Commission کے پاس آ گیا، اس نے بھی نہیں دیکھا، اس نے بھی notification issue کر دیا اور جو candidates ہارے جن کے خلاف یہ دھاندلیاں ہوئیں، ان سے کہا کہ آپ tribunal میں چلے جائیں۔ سارے مسئلے کا حل tribunal جانا ہے تو ہمیں یہ سارا تماشا کرنے کی کیا ضرورت تھی کہ Election Commission کو اختیار بھی دیں، Election Commission کو پیسے بھی دیں، Election Commission کو اپنے سروں پر بھی بٹھائیں، اس کے بعد وہ کہیں کہ آپ tribunal میں چلے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر tribunal میں ہی جانا ہے تو Election Commission کو ختم کر دیں اور لوگوں سے کہیں کہ آپ جائیں اور اپنی مرضی سے ووٹ ڈال آئیں اور شام کو جو نتیجہ آجائے، وہ پارٹیوں کو دے دیں اور ان سے کہیں کہ جو متاثر ہے، وہ tribunal میں چلا جائے، اگر فیصلہ tribunal نے کرنا ہے، Election Commission کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، returning officer کی ذمہ داری کوئی نہیں ہے، presiding officer کی ذمہ داری کوئی نہیں ہے تو پھر یہ سارا تماشا کس لیے ہے۔

سونے پہ سہاگہ یہ ہے کہ سینیٹ نے اس پر ایک کمیٹی بنائی کہ جناب آپ Election Commission کے اس پورے process کو دیکھیں کہ وہ چیزیں ٹھیک کرتے ہیں کہ نہیں کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں اتنا بڑا خط لکھا، Secretary Election Commission نے Secretary Senate کو لکھا جس میں انہوں نے کہا، اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو لائنیں پڑھ دوں۔ ان کا جن لائنوں پر اعتراض ہے، میں وہ پہلے پڑھتا ہوں،

> "The Parliamentary Committee should be mandated to introduce a framework for Parliamentary oversight

> of Election Commission of Pakistan and also work on further improvements of a sustainable electoral framework"

اب اس میں ایسی کونسی چیز جو ان کو ناگوار گزرنی چاہیے لیکن وہ خط لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ،

> "The ECP considers the incorporation of this para in the long term goal as a direct affront to its mandate given by the Constitution and it would take all possible legal measures to confront such an attempt if made by any committee or individual. The Parliament is all powerful to make or amend laws to give more powers to Election Commission to accomplish its mandate in accordance with the provisions of the Constitution. However, it is berate of any power to make inroads in the Constitution except through an amendment of the relevant portion of the Constitution but only to the extent of empowering the Election Commission and not to digress from the power already given to the ECP"

مطلب ہے کہ آپ ہمیں طاقتور بنانے کے لیے قانون بنائیں، آپ بھی ایسی کوئی چیز نہیں کرسکتے جس میں آپ ہم سے کوئی ایسی چیز واپس لیں۔ بھئی! اگر ہم نے آپ کو اختیارات دیے تھے کہ چیزوں کو ٹھیک کریں اور تمہاری (xxx[2]) کی وجہ سے وہ نظام دھڑام سے نیچے گرے گا تو کیا اس پر پارلیمنٹ سوئی رہے گی، وہ آپ سے یہ سوال نہیں کرسکتی کہ تمہیں جو اختیارات دیے گئے تھے، آپ نے ان اختیارات کو استعمال کیسے کیا۔

جناب! میرے پاس دو، تین اور constituencies ہیں۔ کراچی میں NA 250 ہے جو بڑا مشہور ہوا کہ جس پر polling staff نہیں پہنچا، کچھ polling stations پر votes cast نہیں ہو سکے، غالباً کوئی دس، بارہ اور تیرہ polling stations ایسے تھے، جہاں پر ووٹر نہیں پہنچے اور votes

---

[2] + *(xxx)[Expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman.]*

cast نہیں ہوئے، polling staff نہیں پہنچا۔ لہذا، Election Commission نے یہ کہا کہ یہاں پر re-polling ہونی ہے اور ہم اس constituency کا result announce نہیں کرتے۔ یہ اچھی بات ہے، اصولی بات ہے، result announce نہیں ہونا چاہیے، اگر پندرہ ، بیس polling stations پر لوگوں کو vote ڈالنے کا موقع نہیں ملا تو اس constituency کا result روکنا چاہیے تھا۔ بلوچستان کی PB- 41 constituency ہے، اس پر جو total votes cast ہوئے ہیں، وہ 683 ہیں اور total voters 57656 ہیں، یہ میں نے Election Commission کی website سے paper نکالا ہے، اس سے بتا رہا ہوں اور total votes cast 1.18% ہیں۔ میری جو اطلاعات ہیں، اس کے مطابق اس پوری constituency میں صرف ایک polling station پر polling ہوئی ہے، ایک آدمی 544 votes لیتا ہے، آپ نے اس کو declare کر دیا کہ آپ جیت گئے ہیں۔

جناب! کراچی میں پندرہ polling stations پر polling نہیں ہوئی، آپ نے اس لیے نتیجہ روک لیا کہ وہاں پر polling نہیں ہوئی، یہ بہت اچھی بات ہے، اس طرح ہونا چاہیے۔ بلوچستان میں ایک polling station پر 544 votes ایک آدمی کو پڑتے ہیں، آپ نے اس کو declare کر دیا کہ آپ جیت گئے ہیں۔ آپ نے کیوں نہیں کہا کہ وہاں پر re-polling ہونی چاہیے۔ آپ نے ہماری قومی اسمبلی کی تھرپارکر کی دو سیٹوں کے کچھ polling stations پر re-polling کرائی، آپ نے تین صوبائی اسمبلی کی تین سیٹوں پر re-polling کرائی۔ جب کراچی میں re-polling ہوتی ہے تو آپ دو ہفتوں میں کراتے ہیں لیکن جب تھرپارکر میں re-polling ہوتی ہے تو آپ ڈیڑھ مہینے بعد کراتے ہیں۔ اس سے یہ فرق پڑا کہ پیپلز پارٹی نے دو قومی اسمبلی اور تین صوبائی اسمبلی کی سیٹیں جیتی، اس کے نتیجے میں ہماری reserves seats پر وہ seats count نہیں ہو سکیں، (xxx[3]) آپ کی ہے اور خسارہ ہم اٹھائیں۔ Election Commission کو confusion ہے۔ میرے پاس ایک اور result پڑا ہے، میں یہ نہیں بتانا چاہتا کہ candidates کون ہیں لیکن احسان شاہ صاحب ہمارے سینیٹر بھی رہے ہیں اور ان کی مسز بھی سینیٹر ہیں، انہوں نے 846 votes لئے ہیں، میرے پاس official result کی copy موجود ہے۔ غلطی سے جس دن result announce ہوتا ہے، اس دن انہوں نے ان کے 246 votes announce کر دیے اور جب انہوں نے کہا کہ میرے 246 votes نہیں ہیں، 846

---

[3] + (xxx)[Expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman.]

votes ہیں تو وہاں کے جو سرکاری Presiding Officer تھے انہوں نے ان کو لکھ کر دیا کہ ان کے ووٹ 246 نہیں ہیں بلکہ 846 ووٹ ہیں اور وہ جو ہم نے wireless پر communicate کیا تھا وہ signals کی problem تھی، جس کی وجہ سے آپ واضح طور پر نہیں سن سکے۔ لہذا یہ 246 ووٹ کا result غلط ہے، جو کہیں written میں نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے 846 ہونا چاہیے۔ Presiding Officer نے لکھ کر دیا، Provincial Election Commission نے لکھ کر دیا، ساری چیزیں ان کے پاس موجود ہیں، official result ان کے پاس آ گیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سعید غنی صاحب! ذرا وقت کا خیال رکھیں۔ آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ یہ معاملہ کورٹ میں چل رہا ہے، اس پر رائے زنی کرنا مناسب نہیں ہے۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! چلیں میں اس کو چھوڑتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ اگر مجھے الیکشن کمیشن کی (xxx[4]) ثابت کرنی ہیں تو مجھے کچھ چیزیں تو دکھانی پڑیں گی کہ جس وجہ سے میں یہ ساری باتیں کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جب یہ معاملہ کورٹ میں ہے تو آپ اس پر رائے زنی نہ کریں۔

سینیٹر سعید غنی: اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ دوسری بات سنیں۔ جیسے میں نے آپ کو ایک polling station کا نتیجہ بتایا کہ قومی اور صوبائی کے ووٹ برابر ہونے چاہئیں، اس میں اگر کمی بیشی ہے تو یہ غلط ہے۔ کراچی کا قومی اسمبلی کا ایک حلقہ NA-239 ہے، اس کے نیچے صوبائی اسمبلی کے دو حلقے PS-89 and PS-90 آتے ہیں، یہ ان تینوں کے نتائج ہیں اور یہ الیکشن کمیشن کے official ہیں، میں نے اپنے پاس سے نہیں لیے، یہ الیکشن کمیشن کی website سے لیے ہیں۔ قومی اسمبلی میں 1,53,596 vote cast ہوتے ہیں اور دونوں صوبائی اسمبلیوں کے 1,41,370 votes ہیں، فرق تقریباً 12,226 votes کا ہے۔ قومی اور صوبائی اسمبلی کے votes برابر ہونے چاہییں مگر 12 ہزار کا فرق آ رہا ہے تو الیکشن کمیشن کو کیوں نظر نہیں آتا کہ وہ اس حلقے کا result روک لیں، پہلے اس چیز کو confirm کریں کہ 12 ہزار کا فرق کیسے آ رہا ہے، یہ کس polling station پر آ رہا ہے اور یہ ووٹ کس کو

---

[4] + *(xxx)[Expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman.]*

پڑرہے ہیں۔ مگر انہوں نے نہیں دیکھا، انہوں نے اپنی جان چھڑائی اور یہ بات دوسروں کے گلے میں ڈال دی۔

اس کے بعد صدارتی الیکشن ہوتے ہیں، صدارتی الیکشن میں الیکشن کمیشن نے تماشا بنایا۔ آئینی اختیار ان کا تھا لیکن سپریم کورٹ کے آگے جا کر لیٹ گئے اور سپریم کورٹ کے کہنے پر صدارتی الیکشن کی date بدل کر اسے controversial بنایا۔ چلیں یہ تو پچھلی باتیں ہو گئیں۔ اب تازہ issue local bodies کے elections کا ہے، local bodies کے elections کا issue سپریم کورٹ میں take up ہو۔ سپریم کورٹ نے کہا کہ آپ الیکشن کروائیں، صوبائی حکومتوں کو directions دے دیں اور ان کو pressurize کیا کہ جلدی کرائیں، یہ اچھی بات ہے۔ اس حد تک تو بات ٹھیک ہے کہ سپریم کورٹ یہ کہے کہ آپ الیکشن کرائیں لیکن الیکشن کمیشن ہر چیز پر کہے کہ ہم انتظار کریں گے کہ سپریم کورٹ کیا کہتا ہے، ہائیکورٹ کیا کہتا ہے، فلاں جج کیا کہتا ہے۔ پہلے وہ 27 نومبر پر تلے ہوئے تھے کہ الیکشن کراؤ جو نہیں ہو پا رہے تھے۔ بھئی اب تو اختیار ہے، آپ کہہ دو نہیں کراتے، آپ کہہ دو ہمیں جیل بھیج دو ہم نہیں کراتے۔ اس سے پہلے الیکشن کمشنر حامد علی مرزا صاحب تھے، جب voter lists پر کام ہو رہا تھا تو اس وقت بھی چیف افتخار رب صاحب انہیں روزانہ بلا لیتے تھے کہ ایسے کرو، ایسے کرو۔ انہوں نے Chief Justice of Pakistan کو ایک پیارا سا خط لکھا کہ جناب آئین کے یہ یہ articles ہیں، اس کے تحت ہم بااختیار ہیں اور ہم آپ کے ماتحت نہیں ہیں، برائے مہربانی ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کریں۔ اس خط کے بعد افتخار محمد چوہدری کو یہ جرات نہیں ہوئی کہ وہ الیکشن کمیشن میں مداخلت کرتے۔ انہیں معلوم ہو گیا کہ جو Chief Election Commissioner ہے وہ قانون اور آئین کو بھی سمجھتا اور اپنے ادارے کی حیثیت کو منوانا جانتا ہے۔ اس کے بعد ہم مل جل کر بڑی کوششوں سے ایک اچھے آدمی فخرالدین ابراہیم صاحب کو لے کر آئے کہ یہ بڑے اچھے آدمی ہیں، مجھے ان کی ذات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: You took more than 20 minutes.

سینیٹر سعید غنی: جناب! مجھے دو منٹ اور دے دیں۔ پہلے وہ بلدیاتی الیکشن کے معاملے پر 27 نومبر پر کچھ نہیں کر رہے تھے، حکومت کو کہہ رہے تھے کہ الیکشن کرائیں لیکن نہیں ہو رہے تھے۔ میں نے سنا کہ کسی نے کہا کہ اگر آپ ضد کرو گے تو میں resign کر دوں گا، اس کے بعد چیف صاحب

نے 27 نومبر سے اپنا پیر ہٹایا۔ سپریم کورٹ کی کوئی judgment نہیں ہےاور اس کے بعد الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ میں جا کر کہا کہ 18 جنوری کو سندھ میں کرائیں گے اور 30 جنوری کو پنجاب میں کرائیں گے۔ یہ سپریم کورٹ نے نہیں کہا، الیکشن کمیشن نے کہا۔ جب انہوں نے دونوں صوبائی حکومتوں سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کرا سکتے، ہمیں ٹائم دے دیں، وہ نہیں مانے، پھر پنجاب اور سندھ حکومت کو force کیا گیا کہ 18 اور 30 جنوری کو الیکشن کراؤ۔ دونوں حکومتیں راضی ہو گئیں اور جب راضی ہو گئیں تو پھر ان کو احساس ہوا کہ 18 جنوری تک تو ballot papers ہی نہیں چھپ سکتے اور انہوں نے دوڑیں لگائیں۔ مجھے سندھ حکومت کا تو پتا ہے لیکن پنجاب حکومت کا نہیں پتا، الیکشن کمیشن ان کی منتیں کر رہا تھا کہ تم سپریم کورٹ میں جاؤ اور کہو کہ 18 جنوری کو الیکشن نہیں ہوسکتے۔ xxx تمہاری اور گلے میں دوسروں کے ڈالتے ہو۔ بات اتنی ہے کہ 18 جنوری کو یہ الیکشن نہیں ہونے تھے اور آخر میں سندھ ہائیکورٹ کا فیصلہ آ گیا کہ آپ نے جو delimitation کی ہے وہ غلط ہے، اسے ہم ختم کرتے ہیں اور جو آپ نے panel کا سسٹم رکھا ہے اسے بھی ہم ختم کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت سندھ میں کوئی حلقہ بندی نہیں ہےاور وہاں کوئی طریقہ کار موجود نہیں ہے کہ کیسے الیکشن ہو گا۔ کل تک الیکشن کمیشن اپنے schedule کو implement کروا رہا تھا اور سیاسی جماعتوں کو کہہ رہا تھا کہ tickets لے کر آؤ۔ یہ تو آج سپریم کورٹ نے کہہ دیا ہے کہ اپنا schedule revise کرو۔ میں بنیادی چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ الیکشن کمیشن بااختیار ہے، وہ سپریم کورٹ کا نوکر نہیں ہے، اسے دیکھنا چاہیے کہ ہم کس وقت elections کرواسکتے ہیں اور کس وقت نہیں کرا سکتے۔

میری گزارش یہ ہے کہ ہم نے الیکشن کمیشن کو ایک اچھے مقصد اور اچھی نیت سے بااختیار بنایا لیکن وہ (xxx[5]) ثابت ہوئے، انہوں نے general elections اور صدارتی الیکشن غلط کروائے اور اسی طرح وہ بلدیاتی الیکشن کو تماشا بنا رہے ہیں۔ میں اس پورے ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ الیکشن کمیشن کو دیے گئے اختیارات کو review کریں، الیکشن کمیشن میں لگائے گئے لوگوں کو دیکھا جانا چاہیے کہ وہ اس قابل ہیں کہ وہ الیکشن کرا سکتے ہیں یا نہیں، لیکن مجھے لگتا ہے کہ اگر ان لوگوں کی موجودگی میں بلدیاتی elections ہوئے تو وہ بھی general اور صدارتی elections کی طرح تماشا بنیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ راجہ ظفر الحق صاحب۔

---

[5] + *(xxx)[Expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman.]*

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! مجھے باقی باتوں کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جو الفاظ استعمال کیے گئے کہ (xxx[6]) ہیں، فلاں ہیں، الیکشن کمیشن ایک constitutional body ہے۔ یہ الفاظ میرے خیال میں مناسب نہیں ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Be careful in future please.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: نہیں جی، ان الفاظ کو کارروائی میں سے نکال دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جو نامناسب الفاظ استعمال کیے گئےہیں ان کو حذف کیا جائے۔ سعیدہ اقبال صاحبہ۔

سینیٹر سعیدہ اقبال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! مجھے اپنی زندگی میں پانچ elections کا حکومت کے اہلکار کے طور پر تجربہ ہے اور تین elections میں نے as political worker دیکھے۔ میں نے جیسا 2013 میں انوکھا الیکشن دیکھا ایسا کوئی الیکشن نہیں دیکھا کہ اس میں سیاسی جماعتیں rigging نہیں کر رہی، عدالتیں اور الیکشن کمیشن الیکشن کو sabotage کر رہے ہیں۔ یہ بہت عجیب و غریب بات ہے کہ اگر کوئی سیاسی پارٹی in power ہے اور اپنے لیے زیادہ ووٹ چاہتی ہے تو وہ ایک natural بات ہے۔ ان اداروں کا کام ہے کہ سیاسی پارٹیوں کی اس بات کو روکیں۔ یہاں یہ ہوا کہ سیاسی پارٹیوں کی تو کوئی حیثیت نہیں تھی لیکن جو لوگ حکومت کے اہلکار تھے انہوں نے یرغمال بنایا اور سرکار کے نام پر وہ کچھ کیا جو کہ ہمارے بچے تاریخ کی کتابوں میں پڑھیں گے کہ یہاں پر کیا ہوا تھا۔ یہاں پر اس وقت احمد حسن صاحب موجود نہیں ہیں۔ دیر میں لوگوں کے گھروں سے 90 ہزار ballot papers برآمد ہوئے، وہ رپورٹ بھی ہوئے، میڈیا میں بھی آیا لیکن وہی امیدوار کامیاب قرار دیئے گئے۔ پشاور شہر میں لاکھوں کے حساب سے ballot papers برآمد ہوئے، سوات میں صبح دس بجے ڈھول بج گیا کہ ہم جیت گئے۔ یہ تماشا میں نے آج تک نہیں دیکھا۔ اسلام آباد شہر جسے خوبصورت شہر کہا جاتا ہے میں نام لے سکتی ہوں کہ کس کس اہلکار نے میرے سامنے کس کس کے نام پر ٹھپے لگائے اور پولنگ سٹیشن پر کیا کیا ہو رہا تھا۔ لاہور شہر میں کیا ہو رہا تھا۔ اس ملک کا سب سے بڑا منصف اور انصاف کے سب سے اعلیٰ مقام پر بیٹھا ہوا شخص کہتا ہے کہ یہ سب ریٹرننگ آفیسرز میں نے train کیے تھے۔ اس کا

---

[6] + (xxx)[Expunged as ordered by Mr. Deputy Chairman.]

مطلب ہے کہ انہوں نے ان کو سب کچھ سکھایا تھا کہ بلوچستان میں برائے نام الیکشن ہوں گے۔بین الاقوامی طور پر فیصلہ ہوچکا ہے کہ حکومت کس کس کو دینی ہے۔انہوں نے ایک احسان شاہ کی مثال دی آپ کو خود بھی پتا ہے اور میں آپ کو دس ایسی مثالیں دلوا سکتی ہوں۔پختونخوا میں کم از کم 70,80 ایسی سیٹیں دکھا سکتی ہوں جو اے این پی اور پیپلز پارٹی سے چھینی گئیں۔اے این پی اور پیپلز پارٹی کا قصور کیاہے، بی این پی کا قصور کیا ہے؟یہی قصور ہے کہ طالبان کے آگے ناک نہیں رگڑی۔اپنے ملک کا دفاع کرتے رہے۔جس طرح فاٹا کے لوگ آج تک اس بات کو بھگت رہے ہیں کہ انہوں نے انگریز کا مقابلہ کیا اور اپنے ملک کے لوگوں نے ان پر چڑھائی کی تو آج تک فاٹا کو backward رکھا گیا ہے۔اسی طرح اے این پی نے اور بی این پی اور پی پی پی نے اس بات کی وجہ سے ظلم سہے، مشکلات اٹھائیں اور جیتی ہوئی سیٹیں ہار دیں۔آپ نے اس دن اعتزاز احسن کی بات بھی سنی ہوگی۔میں غلط کہہ سکتی ہوں لیکن اتنا بڑا قانون دان غلط نہیں کہہ سکتا۔وہ وہ سیٹیں جو ہاری گئیں وہ لوگ اس ملک کے اعلیٰ منصبوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، وزیر بنے ہوئے ہیں پتا نہیں کیا کیا بنے ہوئے ہیں۔اب اس الیکشن کو اگر ہم نے تسلیم کیا تو کم از کم وہ tribunals برائے نام تو مقدمے اور پٹیشن کو لے لیتے ہیں۔چار چار مرتبہ لوگ گئے ہیں اور آج سات ماہ ہوگئے ہیں کسی پٹیشن کا نتیجہ نہیں آیا۔ہم نے تو چھوڑ دیا۔اے این پی نے بھی چھوڑ دیا، ہم لوگوں نے صبر کیا، ٹھیک ہے آپ حکومت چلائیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں وہ بھی سیاسی پارٹیاں ہیں مگر جو individual گئے ہیں، جو عدالتوں میں گئے ہیں، الیکشن کمیشن میں گئے ہیں ان کا کیا نتیجہ نکلا۔ان میں سے ہر ایک مایوس ہے۔اس کے بعد پاکستان کا کوئی شہری الیکشن کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوگا۔بلدیاتی الیکشن میں پہلے سے decided ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور ہر چیز کا فیصلہ ہوچکا ہے۔اسی طرح چاروں صوبوں میں جو حکومتیں دی گئی ہیں ان کا فیصلہ پہلے ہوچکا تھا اور میڈیا کے لوگوں کے موبائلز پر ثبوت موجود ہیں کہ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں جن میں راولپنڈی، پشاور، اسلام آباد، کراچی میں کیا کچھ ہوا۔اس لیے اس کے لیے ایک اعلیٰ سطح کا ایک کمیشن بنانا چاہیے اور اس الیکشن میں جو تین چار قسم کی دھاندلی ہوئی ہے اس کو سامنے لانا چاہیے۔اب تو جو ہوا سو ہوا آئندہ ایسا نہ ہو ورنہ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی اور نہ ہمارے مذہب میں ہمارے لیے کوئی جگہ ہوگی کیونکہ وہ صرف نماز اور حج کا نام نہیں ہے کہ ہم دس حج کرلیں اور پانچ نمازیں پڑھ لیں تو کام پورا ہوگیا۔ہمیں جوابدہ ہونا پڑے گا جس نے بھی الیکشن کو مانا ہے، میرے اور آپ کے سمیت اس کو بھی آنے والی نسلوں کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی شاہی سید صاحب۔

سینیٹر شاہی سید: شکریہ۔ جناب چیئرمین! 2013 کے جنرل الیکشن کے لیے سینیٹ کی جو سپیشل کمیٹی بنی تھی اس کے ممبر کی حیثیت سے الیکشن کمیشن اور نادرا نے بارہا ہمیں تسلی کروائی تھی اور ہمیں تقریباً تقریباً مطمئن کیا تھا کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا ایسا الیکشن ہے اور ہم نے step by step راستے روکے ہیں۔ انگوٹھے کے نشانات سے تصدیق ہو گی، پولنگ سٹیشن پر کیمرے لگے ہوں گے جو غلط کام کرے گا اس کو ہم ریکارڈ کریں گے۔ جہاں ضرورت پڑے گی ہم فوج کی مدد بھی لیں گے۔ میں جب وہ وعدے یاد کرتا ہوں اور حال ہی میں گزرے ہوئے الیکشن کے حالات سنتا ہوں تو مجھے اپنے دل میں ایک خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ کون سے فرشتے ہیں، وہ کون سی قوم ہے، وہ کون سا ادارہ ہے کہ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام باوجود اس کہ لکھے پڑھے لوگ بھی یہاں موجود ہیں، ایکسپرٹ، انجنیئر، ڈاکٹر اور وکلاء بھی ہیں ان کو اندھا کر کے الیکشن ہو گئے۔ سونامی لاہور میں آتی ہے نکلتی پشاور سے ہے۔ دنیا کی تاریخ میں ایسا الیکشن نہیں دیکھا کہ جیتنے والا بولے کہ دھاندلی ہوئی ہے۔ اس وقت جو کچھ ہوا اور جو result لائے گئے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ الیکشن کمیشن، محترم، عزت مآب اس کے سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے ساڑھے چار لاکھ سپیشل سیاہی کے پیڈ دیے ہیں اور نادرا کے results بتاتے ہیں کہ وہ سیاہی استعمال ہی نہیں ہوئی۔ مجھے تو یہ بھی سمجھ نہیں آتی کہ ایک بندہ ساٹھ ستر سال کی عمر میں کس سے گھبرایا ہے، وہ بتاتا کیوں نہیں کہ اس پر کس کا pressure ہے۔ اس حقیقت سے عوام کو آگاہ کیوں نہیں کرتا؟ ہم جمہوریت کو گالیاں دے رہے ہیں کہ جمہوریت بہت بری ہے، عوام اس جمہوریت سے پریشان ہے لیکن ہمارے جو دانشور ہیں وہ کہتے ہیں کہ اچھی آمریت سے خراب جمہوریت بہت ہی بہتر ہوتی ہے۔ میرے بھائی آپ نے جمہوریت دیکھی کہاں ہے۔ جمہوریت اس ملک میں کب آئی ہے؟ جس الیکشن کے شروع ہونے سے دو مہینے پہلے ہمارے خان صاحب نے کہا تھا کہ ہماری سوچ ہے کہ الیکشن کا ریفری فخرو بھائی ہوگا اور دو مہینے پہلے الیکشن کا ریفری حکیم اللہ محسود ہو جائے اور وہ کھل کر تین پارٹیوں کو بولے کہ آپ الیکشن میں حصہ نہ لیں اور چار فلاں فلاں پارٹیاں الیکشن میں حصہ لیں۔ میں افسوس کے ساتھ آج شکوہ بھی کرتا ہوں ان چار سیاسی پارٹیوں سے کہ اگر کہیں مجبوری لوگوں کی ہے، جب ہمارا اعتماد جمہوریت پر ہے۔ ہم کرسی کی جنگ نہیں لڑ رہے، ہمارا مقصد وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ، وزیر بننے کا نہیں ہے تو ان چار پارٹیوں کو یہ بات بتانی چاہیے تھا کہ حکیم اللہ ہم آپ کے کہنے پر الیکشن میں

حصہ نہیں لیں گے جب تک ان تین پارٹیوں کو فری ہینڈ نہیں ملے گا جو ہمیں ملا تو ہم الیکشن میں حصہ نہیں لیں گے۔ یہ الیکشن تو پہلے دن سے ہی مشکوک اور غلط ہے۔ نہ انہوں نے کہا اور نہ جس کی ذمہ داری تھی اس نے کہا کہ تم کون ہوتے ہو ایسی بات کرنے والے۔ ہم ان تین پارٹیوں کو سکیورٹی بھی دیں گے ۔ آپ نے دیکھا کہ ہماری کراچی سندھ میں دو سیٹیں تھیں دونوں میں بم دھماکے ہوگئے۔ ہمارے خیبر پختونخوا میں بشیر بلور جیسا شخص شہید ہوگیا۔ ہم اپنے جنازوں میں نہیں جاتے اور ریزلٹ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ ہمارے پاس PS-93 کراچی ایک اتنا مضبوط ثبوت ہے کہ جو ہمارے پختونوں کی فیملیاں ہیں ان کی خواتین کا 96.86% ووٹ پول ہوا اور وہ ووٹ ملتے کس کو ہیں ، پانچ پولنگ اسٹیشن ایسے ہیں جن پر ووٹ پول ہونے کی شرح 90,95 فیصد اور ووٹ ملتے ہیں پی ٹی آئی کے بندے کو تو ہم کہتے ہیں کہ اس الیکشن میں فرشتے ملوث ہیں ۔ میں مانتا ہوں کہ پی ٹی آئی کوئی سیاسی پارٹی نہیں بلکہ ایک جراثیم ہے۔ وہ جراثیم کراچی میں بھی پہنچ گیا اور وہ بھی اس کا بکس بھرا گیا۔ اگر ہماری پچھلی حکومت کی کارکردگی اچھی نہیں تھی تو اٹھارہ کروڑ عوام ہمیں مسترد کردیتے اور ہمیں ووٹ نہ دیتے لیکن آپ نے تو ہم کو بموں اور دھماکوں سے مار کر لہولہان اور شہید کرکے روکا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہماری کارکردگی اچھی تھی آپ ہماری اچھی کارکردگی سے ڈرے اور پھر تم نے اپنی اس جیت کے لیے میرا خون بھی کردیا۔ کراچی کا مسئلہ صرف اور صرف اختیارات کی جنگ ہے۔

کراچی کے مسئلے کے لیے ہمارا شروع سے یہ موقف ہے، اگر آپ سینیٹ کی تاریخ بھی دیکھیں، 12 مارچ کو ہم نے حلف اٹھایا اور دوسرے دن میں نے قرارداد پیش کی کہ کراچی میں حلقہ بندیاں اور free, fair and transparent elections کرائے جائیں۔ ایک نئے سینیٹر کے لیے پہلے دن آکر یہ بات کرنا بڑا مشکل تھا لیکن میں نے کی۔ اس پر ایک کمیٹی بھی بنی، میں اس کمیٹی کا بھی حصہ بنا، ہم نے پورے ثبوت دیے، نتیجہ کیا نکلا؟ فوج کی نگرانی میں الیکشن کروانے کی بات ہوئی، الیکشن کمیشن نے ہمیں بتایا کہ اگر فوج کی ضرورت پڑی تو ہم فوج بلائیں گے۔ مزے کی بات اور خوش آئند بات یہ ہے کہ بیلٹ پیپرز کی چھپائی فوج کی نگرانی میں ہورہی ہے، بیلٹ پیپرز کو لے جانے کے لیے فوج ہے لیکن ایک تنظیم وہاں ٹھپے لگا رہی ہے، وہاں فوج نہیں ہے۔ موبائل فون پر پابندی لگادی گئی۔ لگتا تو یہ ہے کہ planning کا حصہ ہے ورنہ وہ ٹھپے لگانے والے بدمعاش ایسا نہ کرسکتے۔ تصویروں کے ساتھ ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ:

تیری محفل سے اٹھاتا غیر مجھ کو کیا مجال
دیکھتا تھا میں کہ تم نے بھی اشارہ کر دیا

آخر میں، بجائے اس کے کہ آپ مجھے روکیں، مضبوط پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ اس ملک میں ایک آزاد اور خودمختار الیکشن کمیشن ہو، آزاد عدلیہ ہو، آزاد میڈیا ہو اور آزاد احتساب ہو۔ وہ احتساب انتقامی کارروائی والا نہ ہو بلکہ اس ملک کے مفاد میں ہو۔ اس کے بغیر اگر کوئی پاکستان کو مضبوط کر سکے تو میں اس کو خراجِ تحسین پیش کروں گا، بصورتِ دیگر آپ بھی روتے رہو گے اور میں بھی روتا رہوں گا۔ اگر اس جمہوریت کی عزت و وقار کو بچانا ہے تو یہ منافقانہ statements چھوڑنی ہوں گی، if and but کو ختم کرنا ہوگا، کالے کو کالا اور سفید کو سفید کہنا ہے۔ اگر ہم اپنے ملک پاکستان کو اپنے مذہب کے بعد دوسرا درجہ دیتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں اداروں کو، فوج کو، پرائیویٹ سیکٹر کو، سول سوسائٹی کو، سب کو ایک آواز ہونا ہے کہ ظالم ظالم ہے اور انصاف زندہ باد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہمایوں خان صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: زیرِ بحث موضوع پر میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جب الیکشن کمیشن کی تشکیل ہوئی، اس کے بعد پتا چلا کہ کوئی ساڑھے چار کروڑ ووٹ reject کیے گئے اور اس سے تھوڑے زیادہ نئے voters کا اندراج ہوا۔ اس وقت قوم بڑی خوش ہوئی کہ چلیں ہمیں ایک نئی technology اور نئے آزاد الیکشن کمیشن کی وجہ سے تاریخی transparent, fair and free elections دیکھنے کو ملیں گے لیکن اس امر کے باوجود، ایسا کچھ نہیں ہوا۔ جب interim government اور نگران وزیرِ اعظم appoint کرنے کی بات ہوئی اور بات الیکشن کمیشن کے پاس پہنچی تو وہاں لوگوں نے پہلے ہی کہا کہ جو صوبائی ممبران تھے ان کی tilt کس طرف ہوگی، جو predictions کی گئیں، exactly وہی ہوا، اسی طرح تقسیم ہوئی اور وہی وزیرِ اعظم آ گئے جن کی prediction کی گئی۔

اس کے بعد جب الیکشن کمیشن نے nomination papers call کیے تو بتایا گیا کہ جی بڑا سخت criterion ہوگا۔ کوئی کرپٹ آدمی جس پر cases ہیں، جو bank defaulter ہے، tax evader ہے، نہیں آسکے گا۔ ایف بی آر کے پاس data ہے، اس کے پاس data ہے، اُس کے پاس data ہے، کہا گیا کہ صرف صادق اور امین ہی آئیں گے۔ ہم حیران تھے کہ پتا نہیں پارٹیاں اپنے پورے

ہم نے دیکھا کہ ایسا کچھ نہیں all of a sudden بھی دے پائیں گی یا نہیں لیکن پھر candidates ہوا اور جن جن لوگوں نے apply کیا ہوا تھا، سب qualify کر گئے اور انہیں الیکشن لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ صادق اور امین کا پتا ہی نہیں چلا۔ پھر اس کے بعد جو الیکشن ہوئے، اس میں طرح طرح کی چیزیں سامنے آئیں۔ کہا گیا کہ magnetic سیاہی استعمال کی جائے گی، کہا گیا کہ صرف computerized شناختی کارڈ ہی استعمال ہو گا، original شناختی کارڈ استعمال ہو گا، کوئی دھاندلی نہیں ہو گی، judicial officers ہوں گے، یہ ہو گا اور وہ ہو گا وغیرہ وغیرہ لیکن جو الیکشن ہوئے اور جس طرح کے results آئے، جیسا کہ شاہی سید صاحب نے کہا کہ جو جیتے ہیں، انہوں نے بھی accept نہیں کیا۔ میری نظر میں پاکستان کی پوری تاریخ میں اس سے زیادہ flawed اور rigged elections کبھی نہیں ہوئے جتنا کہ اس مرتبہ ہوئے۔ اس کے باوجود کہ ایک بہترین ٹیکنالوجی، کمپیوٹرز اور دوسرے آلات available تھے۔

میں نے حامد علی مرزا سے، جو اس سے پہلے چیف الیکشن کمشنر تھے، ملاقات بھی کی تھی۔ میں نے انہیں کہا تھا آپ biometric system پر کیوں نہیں جاتے اور electronic voting machine پر کیوں نہیں جاتے۔ انہوں نے کہا ہم نے ان کی quotations لی ہیں، ہمارے پاس آ بھی گئی ہیں، ہم کوشش کر رہے ہیں، تھوڑے مسائل ہیں، computer related items ہیں انہیں store کرنا مسئلہ ہے لیکن ہم اس پر قابو پالیں گے۔ اس کے بعد نہ ہم نے electronic voting machine دیکھی اور نہ ہی biometric system کے تحت الیکشن ہوئے۔ اب جب کچھ لوگ الیکشن ٹریبونلز کے پاس آئے ہیں اور recounting ہوئی ہے تو اس میں بہت ساری چیزیں سامنے آئی ہیں۔ کہیں ایسا ہوا ہے کہ لسٹ میں جتنے ووٹ درج ہیں، اس سے زیادہ ووٹ cast ہوئے ہیں۔ جس طرح سعید غنی صاحب نے کہا کہ صوبائی اور قومی کا فرق ہے، ایسا بھی ہے کہ جن شناختی کارڈوں کے نمبر لکھے گئے، ان کا ریکارڈ NADRA میں نہیں ہے۔ بعض جگہوں پر جعلی شناختی کارڈ استعمال ہوئے۔ جو سیاہی دی گئی، اس کا استعمال نہیں ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ سیاہی rigging یا دھاندلی میں نہیں آتی، میں پوچھتا ہوں کیوں نہیں آتی؟ جب آپ کو دی گئی تھی تو استعمال کیوں نہیں کی؟ پولنگ سٹاف کی موجودگی میں یہ ساری جعلی ووٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ ایک بندہ تیس مرتبہ، پچاس مرتبہ یا تین سو مرتبہ ووٹ استعمال کر رہا ہے اور یہ دھاندلی پولنگ سٹاف کی موجودگی میں ہو رہی ہے تو اگر آپ وہ مقناطیسی سیاہی استعمال نہیں کر رہے تو میرے خیال میں یہ بھی ایک دھاندلی ہے۔

الیکشن کمیشن نے اپنے فرائض صحیح طریقے سے سر انجام نہیں دیے۔ میں وہ الفاظ نہیں دہرانا چاہتا جو سعید غنی صاحب نے ادا کیے لیکن معاملہ وہی ہے۔ میں زیادہ بولنا نہیں چاہتا لیکن چند ضروری باتیں ہیں جو کرنا چاہتا ہوں۔ میرے بھائی کا الیکشن تھا، وہاں دو چیزیں بڑی صاف نظر آئیں۔ ایک یہ کہ ہم نے 800 سے کچھ زیادہ official votes جمع کروائے، اس کی رسید بھی ہمارے پاس تھی، جب counting ہوئی تو پانچ سو ووٹ غائب تھے۔ اس چیز کی سمجھ نہیں آئی کہ ان ووٹوں کو آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے بھائی تو کامیاب ہوگئے تھے۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: کامیاب تو ہوئے لیکن ووٹ غائب کیے گئے۔ آپ دس ووٹوں سے بھی ہار سکتے ہیں۔ پانچ سو official votes غائب ہوئے جن کا ہمیں پتا ہے، جو ہمارے پاس تھے۔ اس کے علاوہ عورتوں کے votes کا معاملہ ہے، چونکہ ان کے شناختی کارڈ پر تصویر نہیں ہوتی، اس وجہ سے ان میں بہت دھاندلی ہوتی ہے۔ ایک اسّی سال کی عورت کے لیے، ایک پچیس سال کی لڑکی آکر ووٹ ڈال رہی ہے۔ اس کے علاوہ عورتوں کے پولنگ اسٹیشن پر جھگڑے ہوتے ہیں۔ میں ایک جگہ پھنس گیا، وہاں موجود نوجوان لڑکے شاید میرے ساتھ ہاتھا پائی کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! اس ملک کا مستقبل اسی میں ہے کہ آپ free, fair and transparent election کروائیں، اس کے لیے آپ biometric system لائیں، technology کا استعمال کریں لیکن خدارا! ان elections میں major political leadership چاہے وہ تحریک انصاف کی ہو، چاہے وہ پیپلز پارٹی کی ہو یا دوسری جماعتوں کی ہو، ان سب نے کہا کہ rigging ہوئی ہے لیکن صرف اس لیے elections accept کیے گئے کہ جمہوریت derail نہ ہو۔ اگر آئندہ الیکشن میں بھی یہی صورت حال رہی اور اسی طرح کے الیکشن ہوئے تو پھر میں جمہوریت کا مستقبل محفوظ نہیں دیکھ رہا۔ اس لیے خدارا! اس Election Commission کی دوبارہ تشکیل کی جانی چاہیے اور جیسے سعیدہ صاحبہ نے کہا کہ ایک کمیشن بنایا جائے جو الیکشن کا بھی جائزہ لے، الیکشن کمیشن کا بھی جائزہ لے، اس کے تمام اختیارات کا بھی جائزہ لے، اس میں جو لوگ کام کر رہے ہیں، جو technology استعمال ہو رہی ہے اس کا بھی جائزہ لیا جائے کیونکہ آگے الیکشن ہونے ہیں، ان تمام چیزوں کو دیکھا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، جناب چیئرمین! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ تمام دوستوں نے بات کی ہے لیکن میں بھی کچھ حقائق سامنے لانا چاہتا ہوں۔ جس وقت الیکشن کا اعلان ہوا تو تین پارٹیوں کے لیے پابندی لگا دی گئی کہ یہ تین پارٹیاں الیکشن نہیں لڑیں گی اور بد قسمتی سے ایسا ہی ہوا کہ ہمارے ارد گرد گھیرا تنگ کر دیا گیا۔ پشاور سے حاجی بلور صاحب الیکشن لڑ رہے تھے، ان کی گاڑی پر خود کش حملہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا لیا لیکن ان کے تین چار ساتھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد کیا ہمارے کارکن الیکشن کے لیے باہر نکل سکتے تھے؟

جناب والا! سپریم کورٹ نے order کیا تھا کہ کسی آدمی کو extension نہیں ملے گی، ہمارے صوبے کے الیکشن کمشنر سونو خان ہیں یا کوئی اور ہیں، انہیں تین مرتبہ extension دی گئی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان میں کیا خاصیت ہے، شاید اس میں یہ خاصیت ہے کہ وہ جس طرح چاہے rigging کر لے۔ ہمارے صوبے میں جتنی دھاندلی ہوئی ہے، میرے خیال میں پاکستان میں کہیں اور اتنی دھاندلی نہیں ہوئی۔ جب pre poll rigging شروع ہوئی تو ہم نے Chief Election Commissioner of Pakistan فخرو بھائی کو letter لکھا کہ جناب ہمارے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے، آپ ہمارے لیے بھی ایسا ماحول پیدا کریں تاکہ ہمارے کارکنان لوگوں کے پاس جائیں اور جیسی بھی ہماری پانچ سالہ کارکردگی ہے، اس کے متعلق انہیں بتائیں، اس کے بعد اگر وہ ہمیں reject کرتے ہیں تو یہ ان کی مرضی ہے لیکن وہ آخری وقت تک یہی کہتے رہے کہ میرے پاس کوئی letter نہیں آیا۔ جب ایسا Election Commissioner ہو کہ آپ letter لکھ کر بھیجتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس تو letter ہی نہیں آیا تو آپ اس سے کیا توقع کر سکتے ہیں؟

جناب والا! دوسری بات یہ کہ میرے علاقے دیر میں general elections کے دوران نوّے ہزار ووٹ پکڑے گئے جبکہ ballot papers کی printing Peshawar میں ہو رہی تھی، ہم نے اس پر انہیں پھر letter لکھا لیکن اس مرتبہ ہم نے یہ کیا کہ اس وقت کی ہماری نائب صدر بشریٰ گوہر صاحبہ گئیں اور انہوں نے وہ letter receive بھی کروایا، آج تک اس کا بھی جواب نہیں آیا تو جناب والا! آپ اسے rigging نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟ میں ایک اور واقعے کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں، پشاور شہر میں GEO کے ایک نمائندے عزیز ملک نے ایک video بنائی جس میں PTI کے لوگ کاپیوں سے ووٹ پھاڑ پھاڑ کر boxes بھرتے ہوئے دکھائے گئے لیکن یہاں order آیا کہ اس

video کو نہیں دکھانا، اس طرح اس video کو نہیں دکھایا گیا۔ ایسے علاقے ہیں جہاں لوگوں کے پاس telephone گئے کہ اگر آپ نے جیتنا ہے تو آپ ہمیں اتنے کروڑ روپے دے دیں ہم آپ کو الیکشن جتوا دیں گے۔ جن لوگوں کے پاس پیسا تھا انہوں نے دیا اور بہت کچھ ہوا۔ ہمارے اپنے امیدواروں کے پاس بھی telephone گئے۔ میں ایک اور مثال دینا چاہتا ہوں کہ میرا بھائی صوبائی اسمبلی کا الیکشن لڑرہا تھا۔ جب اس نے کاغذات نامزدگی جمع کروائے تو وکیل نے کہا کہ آپ دس لاکھ سے زیادہ نہیں خرچ کر سکتے، اس کے لیے آپ bank account کھولیں گے، اس وکیل نے کہا کہ اس account میں دس لاکھ پچاس ہزار روپے رکھ دیتے ہیں، وہ کل یہ نہ کہیں کہ یہ دس لاکھ روپے صرف دکھلاوے کے لیے رکھے ہوئے ہیں، اس لیے جو پیسے خرچ ہوں گے بعد میں اس کے ثبوت پیش کر دیں گے۔ وہاں کے Presiding Officer نے رات بارہ بجے میرے بھائی کے کاغذات reject کر دیے کہ اس account میں پچاس ہزار روپے زیادہ کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ جناب! ابھی تو الیکشن ہی نہیں ہوئے تھے، جب اخراجات کی باری آئے گی تب آپ انہیں دیکھیے گا، آپ اس وقت بے شک اسے نااہل کر دیں۔ جن لوگوں نے مال پانی پر ہاتھ صاف کیا تھا، ان کو کسی نے پوچھا تک نہیں، ہم نے کہا تھا کہ فلاں آدمی نااہل ہو جائے گا لیکن اسے پوچھا تک نہیں گیا۔ اس کے بعد ہمیں ہفتہ دس دن ہائیکورٹ میں مقدمہ لڑنا پڑا، ہمیں اس کا کیا صلہ ملا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ اس الیکشن کمیشن میں کسی کو بھی لے آئیں، ہمارا معاشرہ ایسا بن چکا ہے، جب ہم 18th Amendment, 19th Amendment or 20th Amendment میں ووٹ دے رہے تھے تو ہمارا خیال تھا کہ الیکشن کمیشن independent and sovereign ادارہ ہوگا اور وہ transparent الیکشن کروائے گا، فخرو بھائی بھاگ گئے لیکن انہوں نے یہ تک نہیں بتایا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ انہیں بتانا چاہیے تھا کہ میرے ساتھ کیا ہاتھ ہوا ہے؟ ہم اسّی نوّے سال کی عمر میں انہیں اس لیے لائے تھے کہ شاید ان پر کوئی pressure نہ ہو۔ اس مرتبہ جو دھاندلی ہوئی آپ کی judiciary کے ساتھ مل کر ہوئی ہے اور ایسے ہوئی ہے کہ boxes اٹھا دیے گئے اور جب وہ واپس آئے تو ان میں ایک ہی پارٹی کے ووٹ پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے خاص طور پر اپنے صوبے میں یہ چیز کیوں accept کی؟ ہمیں تو آج بھی مار رہے ہیں، ہمیں تو آج بھی نہیں بخشا جاتا جبکہ حکومت کسی اور پارٹی کی ہے۔ اس وقت یہاں ہمارے بھائی یہ کہتے تھے کہ ہم لوگ امریکہ کی policy کو follow کر رہے ہیں اس لیے ہمیں مارا جا رہا ہے۔ آج میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اب ہمیں کیوں مارا جا رہا ہے؟ آج تو عمران خان جانے، مسلم

لیگ (ن) جانے اور ان کا کام جانے۔ ہم سے پوچھا گیا تو ہم نے کہا کہ بھائی ہمیں امن لا کر دو، جس طرح وہ لے کر آئے ہم نے دستخط کر دیے اور کہا کہ جائیں آپ بات کر لیں۔

جناب چیئرمین! آج بھی کچھ لوگ کہتے ہیں کہ PTI کے لوگوں کو مارا گیا، وہ PTI کے لوگ نہیں تھے، وہ آزاد حیثیت سے کامیاب ہوئے تھے، ان میں سے ایک کا تعلق ہماری پارٹی سے تھا، وہ ہماری پارٹی چھوڑ کر گئے اور آزاد حیثیت سے الیکشن جیتے۔ ہنگو سے ایک صاحب سپاہ صحابہؓ کے تھے، ڈی آئی خان سے گنڈا پور صاحب آزاد حیثیت سے الیکشن جیتے تھے، یہ تمام لوگ آزاد حیثیت سے الیکشن جیتے اور بعد میں ان لوگوں نے party join کی، انہی لوگوں کو مارا گیا، ان کے لوگوں کو تو کچھ نہیں کہا گیا۔ آج بھی وہ ہمیں مار رہے ہیں جبکہ ان کے ممبران پھر رہے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ انہیں ماریں لیکن ہم یہ شکوہ ضرور کرتے ہیں کہ حکومت تو آپ کر رہے ہیں، اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کا دہشت گردوں کے ساتھ مک مکا ہوا ہے کہ وہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گے، آپ کے کارکنوں کو کچھ نہیں کہیں گے اور آپ انہیں پارلیمنٹ کے اندرsupport کریں، آپ انہیں پاکستان کے اندر support کریں گے اور آپ ان کے لیے یہ جواز پیدا کریں گے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے نااہل یہ الیکشن کمیشن ہے، اس نے ملک کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے تو پہلے والے بہتر تھے، ان کے دور میں بھی گڑبڑ ہوتی تھی لیکن تھوڑی گڑبڑ ہوتی تھی، انہوں نے تو ایسی گڑبڑ کر دی کہ سب کا پانسہ ہی پلٹ دیا۔

جناب چیئرمین! انہوں نے بالکل صحیح کہا کہ سونامی لاہور سے اٹھی جبکہ آئی ہمارے صوبے میں اور ہمارے صوبے کے ان علاقوں میں جہاں ہم ہیں دوسرا کوئی نہیں ہے۔ جہاں ہماری اکثریت تھی، ان میں پشاور ویلی اور سوات شامل ہیں، جہاں ہم جیت رہے تھے، جہاں جماعت اسلامی تھی اسے جتوایا گیا، جہاں دوسری پارٹی تھی اسے جتوایا گیا لیکن ہمارے علاقے انہیں دے دیے گئے۔ آج وہ پختونوں کی تباہی پر تُلے ہوئے ہیں۔ ہزارہ صوبے کی بات کریں تو عجیب سی بات ہے کہ الیکشن سے پہلے جو لوگ ہزارہ صوبے کی بات کرتے تھے وہ تو نیست و نابود ہوگئے، اب وہ نظر ہی نہیں آ رہے، کسی نے دو سو ووٹ لیے، کسی نے چار سو ووٹ لیے کیونکہ ہزارہ کے لوگ صوبہ سے الگ نہیں ہونا چاہتے اور پرویز خٹک صاحب کہتے ہیں کہ میں صوبہ بناؤں گا۔ یہ اس لیے آئے ہیں کہ ہمارے صوبے اور خاص کر پختونوں کا جتنا نقصان کر سکیں کریں، یہ کس کے ایجنڈے پر یہاں آئے؟ کس نے انہیں یہاں بھیجا؟ ہمیں اس کا علم نہیں ہے لیکن اس میں الیکشن کمیشنinvolve ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مشاہد اللہ خان صاحب۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین، اس کو اہم issue بنا دیا گیا ویسے تو الیکشن ہو چکے ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے تقریر کی، سعید غنی صاحب نے یہ move کی ہے اور انہوں نے بڑی زبردست تقریر کی ہے۔ سعید غنی صاحب کی ہر تقریر میں افتخار چوہدری اور سپریم کورٹ موجود ہوتے ہیں اور اپنی تقریر میں وہ انہی کے خلاف بولتے ہیں۔ ان کا حق ہے اگر وہ بولنا چاہتے ہیں تو ضرور بولیں۔ اصل میں اس ملک میں ہر ایک کا اپنا اپنا سامراج ہے۔ کسی کا انگریز سامراج ہے، کوئی کہتا ہے اس کا روسی سامراج ہے اور کوئی کہتا ہے اس کا امریکن سامراج ہے۔ اس طرح سعید غنی صاحب کا سامراج افتخار چوہدری اور سپریم کورٹ ہیں۔

بہرحال، اصل میں دیکھیں یہ بہت عرصے سے باتیں ہو رہی ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کہنا بڑا آسان ہے کہ دھاندلی ہو گئی فلاں ہو گیا۔ دھاندلی وغیرہ تو ہوتی ہی ہے۔ اس کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ observer بھی آتے ہیں، اس دفعہ بھی آئے تھے اور سب سے زیادہ وہ ہمیشہ یورپی یونین سے آتے ہیں اور انہوں نے یہ کہا کہ دھاندلی بالکل ہوئی ہے اور انہوں نے سب سے زیادہ سندھ اور کراچی کا نام لیا ہے۔ باقی جگہوں پر بھی ہوئی ہو گی میں کسی کی بات کو جھٹلانا نہیں چاہتا۔ یورپی یونین والوں نے یہ کہا ہے کہ یہ سب سے زیادہ credible election تھے لیکن دھاندلی اس میں بھی ہوئی ہے۔ بہرحال دھاندلی تو ہر الیکشن میں ہی ہوئی ہے۔ اس کی ایک لمبی چوڑی تاریخ ہے اور وہ آپ تمام لوگوں کو پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ ستر سے شروع ہو جائیں تو یہاں تک کہیں نہ کہیں ہوتی ہے لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا آسان نہیں ہے جیسے کہا جا رہا ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ جب الیکشن ہوتے ہیں تو ان میں عوام کیا دیکھتے ہیں؟ وہ یہی دیکھتے ہیں نا کہ مختلف پارٹیوں کی کارکردگی کیا تھی۔ حکومتیں کیسے چلتی رہیں۔ governance اچھی تھی یا بری تھی، کرپشن تھی یا نہیں تھی، لوٹ مار تھی یا نہیں تھی اور لوگوں کے مسائل حل ہوئے یا نہیں۔ یہ ساری چیزیں دیکھنے کے بعد وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ پھر بہت سارے surveys ہوتے ہیں، بین الاقوامی سطح پر اور قومی سطح پر بھی ہوتے ہیں۔ بہت سارے لوگ ٹی وی پر اپنی اپنی رائے دیتے ہیں۔ مجھے آپ ایک بات بتائیں، جو رزلٹ آیا ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا نیشنل اور تمام بڑی بڑی تنظیمیں جنہوں نے surveys کیے وہ یہی نہیں تھے جیسا رزلٹ آیا ہے؟ یہ کوئی انوکھا رزلٹ آگیا ہے؟ پھر میں یہ کہتا ہوں

کہ شکست کو تسلیم کرنا بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ بعض لوگ جو صحیح تجزیہ کرتے ہیں وہ بڑے dignified طریقے سے اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہیں اور ہار اور شکست کے بعد صحیح تجزیہ ہونا چاہیے ورنہ اگر آپ غلط تجزیہ کریں گے تو آئندہ ہارنے کا احتمال پھر ہوتا ہے۔

میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں کہ یوسف رضا گیلانی صاحب نے اپنے کئی بیانات میں یہ بات کہی کہ پی ایم ایل (این) کو عمران خان بڑا تنگ کررہا ہے۔ جب انہوں نے یہ بات کہی تو میں اسی دن سمجھ گیا تھا کہ عمران خان کھلنا شروع ہو گئے ہیں اور انہوں نے ہتھیار پھینک دیے ہیں حالانکہ وہ ایک بہت بڑی پارٹی کے بڑے لیڈر تھے۔ خیبر پختون خوا میں تو چلیں طالبان انہیں تنگ کر رہے تھے تو پنجاب میں کون کسی کو تنگ کررہا تھا۔ انہیں نکلنا چاہیے تھا۔ پرویز اشرف صاحب کو بھی نکلنا چاہیے تھا اور یوسف رضا گیلانی صاحب نکلتے ، دیگر لوگ سندھ میں نکلتے۔ اب یہ بہانہ یہ بنائیں گے کہ طالبان نے نہیں نکلنے دیا تو بھائی الیکشن کمیشن نے تو نہیں روکا آپ کو، سپریم کورٹ نے تو نہیں روکا اور پھر الیکشن کس نے کرائے۔ آپ کی نگران حکومتیں کراتی ہیں اور الیکشن کمیشن اور دیگر ادارے کراتے ہیں۔ پھر یہ دیکھیں کہ کس طریقے سے نگران حکومتیں بنیں اور خاص طور سے سندھ میں کیسے بنی یعنی باقی تین صوبوں میں کیسے بنی اور سندھ میں کیسے بنی۔ ایم کیو ایم کو one fine morning کہا گیا کہ آپ اپوزیشن میں آجائیں اور وہ آگئی۔ اچھا، ایم کیو ایم نے بھی اپنا ایک لائحہ عمل طے کیا تھا کہ ہم آئیں گے۔ پیپلز پارٹی کو اتنی سیٹیں مل جائیں گی، functional کو اتنی مل جائیں گی اور باقی توازن ہمارے حق میں ہوگا لیکن وہ کہتے ہیں کہ .man proposes God disposes پیپلز پارٹی اکثریت میں آگئی اور ان کا سارا کام الٹا پڑ گیا صوبائی سطح پر بھی اور قومی سطح پر بھی۔ یہ ایک علیحدہ کہانی ہے لیکن مجھے بتائیں کہ یہ بات کہنا بڑا آسان ہے کہ ڈبے اٹھائے گئے، change ہوگئے۔ کیسے ہوگئے، آپ کے polling agent بیٹھے ہوئے تھے یا نہیں بیٹھے ہوئے تھے؟

مجھے آپ ایک بات بتائیں کہ media so vibrant کبھی کسی الیکشن میں نہیں تھا، شہروں اور دیہاتوں میں بھی، وہ تو پتا لگ جاتا ہے ہر جگہ ان کی ڈیوٹیاں تھیں۔ بات یہ ہے کہ کسی پولنگ سٹیشن میں جب الیکشن ہوتا ہے، اگر دھاندلی ہوئی تو وہاں کوئی پولنگ ایجنٹ اندھے، بہرے یا گونگے تو نہیں ہوتے ۔ ان کی آنکھوں کے سامنے ہی سارا کچھ ہوتا ہے۔ کتنے پولنگ سٹیشنوں پر ایسے پولنگ ایجنٹ ہیں جنہوں نے یہ کہا ہو کہ جناب، یہاں دھاندلی ہے ہورہی ہے یا میڈیا نے کتنے کلپ دکھائے ہیں، دوچار دکھائے ہوں گے۔ پھر پولنگ سٹیشنوں پر جو رزلٹ compile ہوتا ہے وہ پولنگ

ایجنٹوں کے سامنے ہوتا ہے، ان کے سامنے گنتی ہوتی ہے۔ ان سے sign کرائے جاتے ہیں۔ کتنے پولنگ ایجنٹوں نے کہا کہ ہم sign نہیں کرتے، یہاں پر دھاندلی یا گڑبڑ ہوئی ہے۔ کسی نے نہیں کہا۔ ٹھیک، آپ یہ بات کریں اور یہ سیاسی بات ہے کہ جی ہم سے چھین لیا یہ ہوگیا ورنہ ہم نے تو جیت جانا تھا۔ بھئی آپ یہ بات کریں کہ آپ نے کیوں جیت جانا تھا، اس پر گفتگو کریں نا۔ پھر ہم بھی جواب دیں گے۔ بھئی آپ نے جو کچھ پانچ سال کیا تھا کیا اس کے بعد جیت جانا تھا؟ نہیں جیتنا تھا۔آپ اس کا تجزیہ کریں تاکہ آئندہ پھر آپ strong ہو کر دوبارہ آئیں اور کوئی تیسری قوت آپ کے راستے میں نہ آئے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الیکشن چوری کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ پھر آپ مجھے یہ بات بتائیں کہ جو نگران حکومتیں بنیں، پنجاب واحد صوبہ ہے جہاں transfers and postings ہوئیں۔ تھانیدار تک change کردیئے گئے اور وہاں پر جس شخص کو نگران وزیراعلیٰ لگایا گیا وہ ہمارا nominated نہیں تھا۔ سندھ میں تو حکومت نے جعلی اپوزیشن بنا کر اپنا کام کرلیا۔ اس کے بعد میں بتاتا ہوں کہ دھاندلی کیسے ہوتی ہے۔ ہم نے بھی تھوڑے بہت الیکشن دیکھے ہیں۔ مایوس خان نے تو کہا کہ Returning Officers نے دھاندلی کرائی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ Returning Officer اتنی دھاندلی کراسکتا ہے۔ دھاندلی ہمیشہ Presiding Officers and Assistant Presiding Officers کراتے ہیں۔ جہاں بھی دھاندلی ہوئی وہ ان دو قسم کے افسروں کی وجہ سے ہوئی ہے، یہ میں آپ کو بتاؤں۔ آپ چونکہ ہمارے ساتھ واردات ڈال رہے ہیں تاکہ آپ الیکشن کے رزلٹ کو متنازعہ بنائیں۔ یہ بھی کہیں کہ ہم نے مان لیا اور یہ بھی کہیں کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہوگئی ہے ورنہ ہم جیت گئے ہوتے۔

بات یہ ہے کہ Presiding Officers کس نے لگائے، نگران حکومتوں نے لگائے۔ میرے علم میں ہے۔ میں نے کراچی کے دوچار اداروں سے پتا کیا کہ یہاں سے Presiding Officers and Assistant Presiding Officers کتنے لوگ گئے ہیں؟ میں PIA میں رہا ہوں وہاں سے بھی پنتالیس لوگ گئے تھے۔ دیگر اداروں سے گئے، سٹیل مل سے گئے، KMC سے گئے، Water Board سے گئے مختلف جگہوں سے گئے۔ کسی نے چیک نہیں کیا۔ اب شور شرابا کر رہے ہیں کہ طالبان نے ماردیا، فلاں ہوگیا۔ بات یہ ہے کہ وہ ایک جماعت کے حلف بردار تھے۔ اس کے بعد آپ کہاں سے جیت سکتے ہیں؟ ٹھیک ہے جب وقت ہوتا ہے تو اس وقت آپ چیزوں کو دیکھتے نہیں۔ آپ recall کرکے

دیکھیں، میں نے TV talk shows میں personally کہا کہ یہ حلقہ بندیوں والا کام اب نہیں ہو گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ ادھر دھیان نہ دیں بلکہ اپنی تقریر wind up کریں۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں۔وہاں پر مجھے کیا پتا ہے کہ کیا ہو گیا۔وہاں پر easy load کھا گیا۔ شیر بھی کھاتا ہے، اس کا کام ہی کھانا ہے۔اس کا تو دوسرا کام ہی نہیں ہے۔ شیرنی شکار کرے گی اور شیر کھائے گا، سیدھی سی بات ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر مشاہد اللہ خان: ہمارا نمبر آئے گا اگر ہم تمہارے والے کام کریں گے، easy load والی حکومت چلائیں گے تو ہمارا بھی یہی حشر ہو گا جو آپ کا ہوا ہے۔ہم کب کہہ رہے ہیں بھائی کہ ہمارا نہیں ہو گا۔ ہم کرپشن کریں گے، ڈاکے ماریں گے، چوریاں کریں گے تو ہمارا آپ سے برا حشر ہو گا۔ اگر ایسا نہیں کریں گے تو انشاء اللہ دوبارہ برسر اقتدار آئیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بس آپ کی تقریر ہو گئی۔ بڑی مہربانی آپ کی۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: تقریر کہاں، بہرحال---

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب آپ سمجھتے ہیں کہ خان صاحب کی تقریر سے جواب آ گیا یا کچھ اور کہنا چاہیں گے؟

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: ہو گیا جی۔

سینیٹر مشاہد اللہ خان: چلیں جی راجہ صاحب کہہ رہے ہیں ہو گیا تو ہو گیا۔

Mr. Deputy Chairman: The motion has been talked out. Item No.17, Nisar Muhammad *Sahib*, please move the motion.

Senator Nisar Muhammad: Thank you Mr. Chairman. I beg to move that the House may discuss the responsibility of the Federation in pursuance of Article 148 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین: نثار صاحب! آپ discussion آج شروع کریں گے؟

سینیٹر نثار محمد: جب آپ چاہیں میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں وہ کسی اور دن discussion کرنا چاہتے ہیں۔

Item No. 18, Mrs. Saeeda Iqbal *Sahiba*.

Motion Re: Appointment of a full-fledged Minister for CADD

Senator Saeeda Iqbal: Mr. Chairman, I beg to move that this House may discuss the need for establishment of a full-fledged Minister of Capital Administration and Development to deal with the subjects of health and education in the Islamabad Capital Territory as these subjects are not being attended to properly in the present set up where the CAD has been placed under the Cabinet Secretariat.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس پر بولنا چاہیں گی؟

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب! آج تو میرے خیال میں بہت ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ آج بولنا چاہتی ہیں؟

سینیٹر سعیدہ اقبال: جناب! آج نہیں۔اس پر بڑا لمبا بولنا ہے۔ یہ میری constituency کا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ عبدالرؤف صاحب! آپ کا point of order تھا۔

Point of Order Re: Reserved Quota for Balochistan

سینیٹر عبدالرؤف: شکریہ، جناب چیئرمین! میں جس point of order پر بولنا چاہتا ہوں یہ وفاقی محکموں میں صوبوں کے کوٹے کے حوالے سے ہے۔آئین پاکستان کی رو سے صوبہ بلوچستان کو وفاقی محکموں میں six point something کا کوٹا دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم اپنے عوام کے نمائندے ہیں اور خصوصاً سینیٹ میں صوبوں کی equality کی بنیاد پر ہماری نمائندگی ہے۔ ہم

یہاں پر جب بھی آئے ہیں۔ یہاں پر ہم نے عوام کے آئینی حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ اس صوبے میں کوٹے کے حوالے سے جتنے بھی جوابات آئے ہیں مجھے اس بات پر حیرت ہوتی ہے کہ ان جوابات میں تین فقرے common ہیں یعنی مشترک ہیں، جب سڑک بنانے کی بات ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ امن وامان کا مسئلہ ہے۔ موسم خراب ہے اور وہاں پر technical عملے کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ جب ہم پوچھتے ہیں کہ باہر ملکوں کے سفارت خانوں میں ہمارے صوبے کے کتنے سفیر ہیں یا اس سے نچلے درجے کے ملازمین کتنے ہیں تو وہاں پر بھی ہمیں وہ کوٹا خالی دکھائی دیتا ہے۔ پچھلے دنوں یہاں پر ایک question کے جواب میں ہمیں یہ کہا گیا کہ ہمارے صوبے کا جو مجموعی کوٹا تھا اس میں sweeper تک ہمیں خالی نظر آیا۔ سینیٹ میں جب ہم آتے ہیں equality کی بنیاد پر صوبوں میں ہماری نمائندگی برابر ہوتی ہے، یہاں پر بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ جب میں نے ایک سوال کیا تھا اور اس کے جواب میں مجھے یہ کہا گیا کہ آپ floor of the House پر اس قسم کا question نہیں کر سکتے ہیں، آپ معلومات حاصل کریں لیکن وہ معلومات بھی ہمیں نہیں دیں گئیں کہ اتنے بڑے ہاؤس میں سینیٹ میں جب ہم آتے ہیں تو صوبہ بلوچستان کا کوئی ملازم ہمیں نظر نہیں آتا۔ میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ آئین پاکستان کے تحت صوبوں کے بنیادی حقوق کے حوالے سے خلاف ورزی نہیں ہے؟ جب ہم مختلف منسٹریوں سے پوچھتے ہیں کہ کتنے لوگوں نے درخواستیں دی ہوئی ہیں تو ہمیں جواب ملتا ہے کہ وہاں پر ban لگا ہوا ہے۔ اب ہمیں یہ پتا نہیں ہے کہ وہ کونسی وزارتیں ہیں کہ جہاں پر ban لگا ہوا ہے، آیا یہ ban ہمارے صوبے کے کوٹے کے حوالے سے لگا ہوا ہے۔ پچھلے دنوں میں نے قائد ایوان صاحب کی توجہ دلائی تھی کہ بعض منسٹر صاحبان کا رویہ ایسا ہوتا ہے، یہاں پر وہ بھی سینیٹر ہوتے ہیں اور ہم بھی سینیٹر ہیں، اگر ان کی لاٹری میں وزارت کا کوئی نام نکلا ہے تو اس کے قطعی یہ معنی نہیں ہیں کہ جب ہم ان سے رابطہ کرتے ہیں اور وہ آگے سے ہاتھ ہلا کر یہ کہتے ہیں کہ جی آپ جا کر ہمارے PA سے ملیں۔ بھئی ہم اپنے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں، میں اپنی پارٹی کا پارلیمانی لیڈر ہوں، جب یہاں پر میں بولتا ہوں۔ آج صبح میں نے اس لیے بات کی تھی کہ صبح سے اب تک مجھے کوئی بیس سے پچیس messages آئے ہیں، آپ میرا فون دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے صوبے میں بجلی اور گیس نہیں ہے۔ منفی 18 کے برابر وہاں پر temperature جا رہا ہے۔ جب ہم یہاں پر بات کرتے ہیں وزارت پیٹرولیم اور گیس سے تو ہمیں جواب آتے ہیں کہ gas سارے ملک میں نہیں ہے۔ سارے ملک کی صورتحال اور ہے۔ یہاں پر منفی 18 نہیں ہے، پنجاب اور سندھ میں منفی 18 نہیں ہے۔ ہمارے صوبے کی کچھ اور صورتحال ہے۔ کہنے کا

مقصد یہ ہے، یہاں پر مشاہد اللہ خان صاحب نے ایک بات کہی ہے۔ یہ صحیح بات ہے کہ لوگ دیکھیں گے کہ اگلے پانچ سال میں آپ کیا کر گزرتے ہیں لیکن جب سے ہم دیکھ رہے ہیں، اگر یہی طریقہ کار ہے، اگر یہی رویہ رہا یہاں پر صوبوں کے نمائندوں کے ساتھ تو آپ survive نہیں کر سکیں گے۔ اسی پر بات آ جائے گی۔ تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے صوبے کے حوالے سے جو وہاں پر باقاعدہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں بلوچستان سے بڑی محبت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر الفاظ تک ہے تو آپ کی واقعی ہم سے بڑی محبت ہے لیکن جب ہم حق کی بات کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ ہم survive کرنے کے لیے آئے ہیں اور اپنا حق چاہتے ہیں تو کم از کم آپ ہمارا وہ بنیادی حق جو six point something جو ہمارا کوٹا ہے اس پر اگر پچھلی حکومت نے عمل نہیں کیا ہے تو آپ یہ بھلائی کا کام کریں۔ میں بھی مشاہد اللہ خان صاحب کے اشعار سے زیادہ محبت رکھتا ہوں۔ بڑے شاعر ہیں۔ اس حوالے سے بڑے نمائندے ہیں۔ میں بھی ان کی خدمت میں ایک شعر گوش گزار کروانا چاہوں گا۔ یہ پشتون بلوچ صوبے سے ہمارے عوام کی آواز ہے۔ وہ ذرا سن لیں۔ ہم یہ کہتے ہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب ڈپٹی چیئرمین: بڑی مہربانی۔ Leader of the House بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے آپ کی بات کا بڑا نوٹس لیا ہے اور وہ وزراء کو تلقین کریں گے کہ وہ اپنا رویہ change کریں اور جہاں تک سینیٹ میں ملازمتوں کا تعلق ہے اس پر سیکرٹری صاحب سے ملیں یا میرے پاس آ جائیں ہم آپ کو انشاء اللہ list دکھا دیں گے۔

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 15th January, 2014 at 03:00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 15th January, 2014 at 03:00 P.M.]